

پاکستان میں آمدنی کی عدم مساوات کے محکمین اور پالیسی بیانیہ

آبادی دیکھی علاقوں میں رہنے والوں کے مقابلے میں زیادہ غریب ہے اور گزشتہ دس سال سے غربت میں اضافے کا رجحان دیکھتے میں آتا ہے۔⁷ اسلامی، سماجی، شاخنی، سیاسی اور معاشر خلط پر افقي عدم مساوات کے وجود نے صوبوں کو ایک ایسے مسئلے خطرے سے دوچار کر لکھا ہے جس کی وجہ سے وہ داخلی اور خارجی توقوں کے ہاتھوں بڑی آسانی سے فعال ہو جاتے ہیں۔⁸

آمدنی کی عدم مساوات کے محکمین
عمل کے اعتبار سے آمدنی کی تثیم

جمجم کے اعتبار سے تقییم (افراد یا خاندانوں میں اس کی تخصیص) اور عمل کے اعتبار سے تقییم (عقلت پیاری اور عوامل کے ماکان میں اس کی تخصیص) آمدنی کی عدم مساوات کی اہم خواہیں ہیں۔ محنت کی کمکی پر جو دکا بیدادی سبب یہ ہے کہ قومی آمدنی سرمایہ کے قریب اور محنت سے دور جا رہی ہے۔⁹ محیثت کی وقایت پیارے پر کمپیوٹر ایزیشن اور اس کے متین انسار میشن بیانیا لوہی کے استعمال کا رجحان حاصل ہے۔ محنت کی طلب میں کی اور اس کی فال تو سد کے متین میں کا رکن طبقہ کی حیثیت کرو ہو رہی ہے۔¹⁰ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 1990-91ء کے دوران غریب ترین 20 فیصد اور مستطیلے کے درمیان کوئی نمایاں تبدیلی نہیں آتی۔ سماجی اور معاشر نا انسانی کی تخلی میں سامنے آتی ہے۔ لیکن وقت کے ساتھ آمدنی کی عدم مساوات کے فعل رجحانات کے باعث اس نا انسانی کا دارہ بڑھتا جاتا ہے۔

محنت کی ثانوی منظیں

روزگار کی بیدادی افرادی قوت سے محنت کی ثانوی منظی یا یکنہدری لیبر مارکیٹ کی جانب منتقل آمدنی کی عدم مساوات کا باعث ہوتی ہے۔ خدمات کے شعبے میں بیرون گاری کا اضافہ اشیاء تیار کرنے والی صنعتوں میں افراد کے مقابلے میں زیادہ تیام پانچ گیا جس سے آمدنی کا شدید تفاوت ظاہر ہوتا ہے۔ شہری علاقوں کی

اس نظر یہ کہ آگے بڑھایا جنہوں نے مارکس (ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق) اور برلن (عمل کے تصور پر بنی) کے نقطے ہائے نظر کو بے اثر کر دیا۔ پاکستان میں آمدنی کی عدم مساوات کا رجحان 1950 کی دہائی سے 1980 کی دہائی تک اور پر کی جانب رہا جس کے بعد 1990 کی دہائی میں معمولی ای کی آئی اور پھر تیری یہی سے اور پر کی طرف جانے لگا اور ابھی تک ایسے ہی جا رہا ہے۔ اس سیاق و مسائلے میں ضروری ہو جاتا ہے کہ پاکستان میں عدم مساوات کے عوامل کی نشاندہی کی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ کوئی قابل عمل پالیسی آپشن بھی سامنے لائے جائیں۔

آمدنی کی عدم مساوات کی دشکلیں اس بحث میں خاصی متعلقہ حیثیت رکھتی ہیں۔ آمدنی کی عدم مساوات کی عمودی تخلیک جو پوری آبادی کی آمدنیوں میں پائے جانے والے فرقے کا اعادہ کرتی ہے اور جس کی بیانیں تویں اور علاقائی طبقہ پر جاتی ہے۔ آمدنی کی افقي عدم مساوات کی بیانیں لوگوں کے مختلف گروہوں میں کی جاتی ہے جن کا تینیں بالخصوص شاخت کے خلوط (ذات، تقدیہ، شافت، مدہب، فرقہ، سائبیات وغیرہ) پر کیا جاتا ہے۔ مختلف خطوط، اختلاف اور پیشہ در راستہ گروہوں میں آمدنی کی ساکت عدم مساوات (جس میں مردوں اور عورتوں کے درمیان) مختلف خطوط کے درمیان اور مختلف پیشش کے درمیان کوئی نمایاں تبدیلی نہیں آتی۔ سماجی اور معاشر نا انسانی کی تخلی میں سامنے آتی ہے۔ لیکن وقت کے ساتھ آمدنی کی عدم مساوات کے فعل رجحانات کے باعث اس نا انسانی کا دارہ بڑھتا جاتا ہے۔

حالی اعداد و شمار کے مطابق، پنجاکے 62 ایمیترین افراد کے پاس جو دوست ہے وہ تمام انسانوں کے نصف کے پاس موجود دوست کے بر بینی ہے۔ انسانوں کے نعلیٰ نصف کی دولت میں جہاں گزشتہ پانچ سال کے عرصے میں 38 فیصد تک کی دیکھتے میں آئی ہے ویں ایمیترین افراد کی دولت میں 45 فیصد اضافہ کیکھ کو ملا ہے۔

پاکستان بھی اس رجحان سے مشتمل نہیں جو تاریخی طور پر شدید افقي اور عمودی عدم مساوات کا شکار رہا ہے۔ معاشر نظام کو پیئے حق میں کرنے کے لئے اقتدار اور صراعات کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ پاکستان کا جینی کو ایکسٹینکٹ (Gini Coefficient) سال 2002 میں 0.30 تا 0.30 تا 0.68 تک پہنچ گیا جس سے آمدنی کا شدید تفاوت ظاہر ہوتا ہے۔ شہری علاقوں کی



عبد الصبور

ڈین
فیکٹی آف سویل سائز،
بیہمعلی شاہ باری رعنی یونیورسٹی،
راولپنڈی

آمدنی کی عدم مساوات قومی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرنے والے ایک نئے عامل کی دلکش اختیار کر رہی ہے جسے میں الاقوامی عوای پالیسی اور بحث میں آہستہ آہستہ مرکزی حیثیت مل رہی ہے۔ متعارض تجویز¹ اور مطابقی تجویز² کی بناء پر ایک معتقد جواز پیدا ہو گیا ہے کہ پالیسی ساز اپنی دانشوارہ توجہ افراد کی عدم مساوات کے طریقے³ سے غریب حادی اور سب کی شمولیت پر منی افراد کے طریقے⁴ کی جانب مبذول کریں۔ کوئی نہ کاہم بھی دنیا کے سامنے ہے جو پاکستان سمیت ترقی پذیر ملکوں میں سرکاری پالیسی کے لئے ایک بنا دکا کام دیتا رہا۔ حق (1968) کے طبقہ ہمیں تباہی کی جی ڈی کا خیال کر کھس تو یہ خود خود جی ڈی پا کا غربت کا خیال رکھے گا لیکن اگر ہم غریبوں کا خیال کر کھس تو وہ خود خود جی ڈی پا کا خیال رکھیں گے۔ آہستہ آہستہ دیگر کے علاوہ میں، سلکی پر اپنی ترقی کے

صبور، اے۔ ایں صادق، اے۔ یونیگان، جی۔ جی (2016)۔ Dynamic Reflections of Crimes, Quasi Democracy and Misery Index in Pakistan, Soc. Indic. Res. DOI 10.1007/s11205-016-1348-8۔

راڑ، جے۔ A Theory of Justice (1971)۔

سائخن کوئنچیں (1955)۔ معافی ترقی کے عمل میں آمدنی کی عدم مساوات کی سطح پر ایک مرحلہ کی طرزی میں آمدنی کی عدم مساوات اور ترقی کی سطح کے درمیان تعلق انگریزی حرف لائے کی تخلی میں بتاتے ہیں (فی آمدنی کی سطح)۔

کا کوانی، این۔ سن۔ ایچ ایچ (2008)۔ Inequality Reexamined۔ کیمن ایم اے۔ ہاؤڑی یونیورسٹی پر ہے۔

آکشم (2016)۔ An Economy of the 1 Percent۔

آکشم بریانگ پیچہ آکشم جی بی، آکشم ہاؤس، جان سٹی ڈارا بیو، کاؤنٹی، اکفرن، 2JY، OX4 0RJ، برطانیہ۔

Social and Development Log of Pakistan (SDLP), Income inequalities in Pakistan (2016)۔ 16-05-2016 کو اس دیہ سائیت سے حاصل کیا گیا۔

<https://developmentpk.wordpress.com/2013/01/24/income-inequalities-in-pakistan/>

ایس بی پی (2014)، سہ ماہی روپا۔

صبور، اے۔ ایف سٹیوارٹ (2008)۔

ولف، ای، این (2009)۔ Poverty and Income Distribution۔

اسلام اے۔ ایم اے (2011)۔ Growth and consumption inequalities in Pakistan۔

عارف، جی۔ ایم۔ ایس فاروق، (2011)۔ Poverty, Inequality and Unemployment in Pakistan, Background study for IDB Group MCPS Document for Pakistan۔

کوئن، ایم (2013)۔ Tax Avoidance Seen as a Human Rights Violation۔

کوئن، اے۔ ایف سٹیوارٹ (2008)۔ Mapping Horizontal Inequality and Violent Conflict in Pakistan۔

لوف، ای، این (2009)۔ Poverty and Income Distribution۔

اسلام اے۔ ایم اے (2011)۔ Growth and consumption inequalities in Pakistan۔

عارف، جی۔ ایم۔ ایس فاروق، (2011)۔ Poverty, Inequality and Unemployment in Pakistan, Background study for IDB Group MCPS Document for Pakistan۔

کوئن، ایم (2013)۔ Tax Avoidance Seen as a Human Rights Violation۔

<http://www.accountingtoday.com/news/Tax-Avoidance-Human-Rights-Violation-68312-1.html>

نتیجے میں اقتصادی مساوات سامنے آ رہی ہے۔

غیریب خاتمی معافی افراد کی اس

آدمی اور اراضی کی تثبیت میں بھاگا نہ صرف افراد کو سوت کر دیتا ہے بلکہ غربت کم کرنے میں بھی مدد ہے۔ غربت کی سماوی شکل میں شرح افراد (پی ای جی آر) افراد کے تقدیم کی معیار کا اندازہ لگانے کا ایک شاندار طریقہ ہے۔ غربت اگر کم ہوئی تو افراد کو بالآخر غیریب خاتمی معافی فراہد جاتا ہے۔ 22 آبادی کے غربت سے باہر گروہوں کے مقابلے میں غربت کا شکار گروہوں کو حقیقی معنوں میں زیادہ فائدہ پہنچ رہا تو افراد کی حقیقی معنوں میں غیریب خاتمی ہوتی ہے۔¹⁵ تاریخی دیبا اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ بلند افراد کے ادوار میں عدم مساوات کی سطح بلند ہونے سے صرف افراد کی فرقاً کم ہو جاتی ہے بلکہ افراد کی بدوات غربت میں آنے والی پچھی متنی اپڑتے ہے۔ وسری جانب پست افراد کی ادوار میں عدم مساوات کے باعث غربت میں غیر ضروری اضافہ ہونے لگتا ہے۔¹⁶ ایک پاکستان میں کمزور عوای اداروں کے ہوتے ہوئے سمت معافی رفارٹ کے باعث آدمی کی نقش و حرکت (Mobility) بھی سوت رہی ہے۔ پیشہ و رائے نقش و حرکت، صفتی نقش و حرکت آدمی کی نقش و حرکت، دوستی کی نقش و حرکت اور مختلف نسلوں کے درمیان نقش و حرکت (شاواں والدی کی نسبت میں کمائی کی مختلف نسلوں کے درمیان پچ) بھی آدمی کی نقش و حرکت طاہر کرنے والا ایک رہنمائی رہ جاتا ہے جو وقت کے ساتھ آدمی کی مساوات کی راہ کا قیام کرتا ہے۔ سب سے زیادہ نسل و حرکت والے ممالک میں ڈنمارک، ناروے، فن لینڈ اور کینیڈا شامل ہیں جہاں مختلف نسلوں کے درمیان پچ 0.15 سے 0.19 کے درمیان رہی۔ امریکہ کی درمیان سکونت گھنٹوں کی تباہی کی تھی تھی۔¹⁷ پاکستان کے لئے ان اعداد اور نسل کا سوت تجیہتیہ تو شہیں لگایا گیا لیکن یہ امریکہ اور برطانیہ کے مقابلے میں بلندی دکھائی دیتے ہیں جو مختلف نسلوں کے درمیان نقش و حرکت میں زادہ طاہر کرتے ہیں۔ اس بات کا امکان صرف 6.5 نیصد سے کہ بیٹا سب سے نیچے والی پست (Quintile) سے سب سے اوپر والی پست میں منتقل ہو پائے گا۔ یوں بیٹے کے بلند آدمی والے گروپ میں شامل ہونے کا مامکن اس کے والدی کی معافی تیشیت کا بیتل ہے۔¹⁸ اسی طرح سماجی نقش و حرکت کا عمل (ایک سماجی طبقے سے دوسرا سے سماجی طبقے میں منتقل ہونے کا عمل) بھی پاکستان میں بہت سوت ہے۔

کی ایسی عدم مساوات سے دوچار ہے جو خاتمی کی غربت کو فروغ دیتی ہے۔ خاتمی کے لئے Gini Coefficient میں اضافی بندرا ہے۔ مخفی خیز باتیں یہے کہ خاتمی آدمی میں تناسب اضافہ مردوں کے مقابلے میں کم رہا۔ اقوام متعدد کے تکمیل دیے ہوئے صفتی عدم مساوات انڈکس (جنی آئی) کی درجے سے پاکستان 2010-1990 میں 127 ویں نمبر پر رہا اور یوں اس کا رینک جنوبی ایشیا کے پڑی مالک مثلاً سری لنکا (75)، نیپال (98)، اور بھلہ دیش (115) کے مقابلے میں پست ہا ہے۔ اسی طرح ولڈ ائمک فرم کی طرف سے تیار کئے جانے والے صفتی خلاکے انڈکس (Gender Gap Index) سے نظر ہوتا ہے کہ پاکستان 142 میں سے 141 ویں نمبر پر ہے جو حفاظت صحت، تعلیم اور کام تک رسائی کے حوالے سے دنیا کی بدترین عدم مساوات کو ظاہر کرتا ہے۔

آدمی کی نقش و حرکت پاکستان میں کمزور عوای اداروں کے ہوتے ہوئے سمت معافی رفارٹ کے باعث آدمی کی نقش و حرکت (Mobility) بھی سوت رہی ہے۔ پیشہ و رائے نقش و حرکت، صفتی نقش و حرکت آدمی کی نقش و حرکت، دوستی کی نقش و حرکت اور مختلف نسلوں کے درمیان نقش و حرکت (شاواں والدی کی نسبت میں کمائی کی مختلف نسلوں کے درمیان پچ) بھی آدمی کی نقش و حرکت طاہر کرنے والا ایک رہنمائی رہ جاتا ہے جو وقت کے ساتھ آدمی کی مساوات کی راہ کا قیام کرتا ہے۔ سب سے زیادہ نسل و حرکت والے ممالک میں ڈنمارک، ناروے، فن لینڈ اور کینیڈا شامل ہیں جہاں مختلف نسلوں کے درمیان پچ 0.15 سے 0.19 کے درمیان رہی۔ امریکہ کی درمیان سکونت گھنٹوں کی تباہی کی تھی تھی۔¹⁹ پاکستان کے لئے ان اعداد اور نسل کا سوت تجیہتیہ تو شہیں لگایا گیا لیکن یہ امریکہ اور برطانیہ کے مقابلے میں بلندی دکھائی دیتے ہیں جو مختلف نسلوں کے درمیان نقش و حرکت میں زادہ طاہر کرتے ہیں۔ اس بات کا امکان صرف 6.5 نیصد سے کہ بیٹا سب سے نیچے والی پست (Quintile) سے سب سے اوپر والی پست میں منتقل ہو پائے گا۔ یوں بیٹے کے بلند آدمی والے گروپ میں شامل ہونے کا مامکن اس کے والدی کی معافی تیشیت کا بیتل ہے۔²⁰ اسی طرح سماجی نقش و حرکت کا عمل (ایک سماجی طبقے سے دوسرا سے سماجی طبقے میں منتقل ہونے کا عمل) بھی پاکستان میں بہت سوت ہے۔

طرح طرح کے انتیار

دیکھی و دشیری انتیار، صفتی انتیاز یا ذات، عقیدے اور فرقے کی نیاد پر انتیاز وہ عام رہ جاتا ہے جن سے آدمی کی عدم مساوات کے بھوئی مطابع میں مددی جاتی ہے۔ خاتمی کارکنوں کے غلاف آجروں کے انتیازی طریقے کے باعث صفت آدمی کا نامے والوں کی عدم مساوات میں سب سے زیادہ کروار ادا کرتی ہے۔ پاکستان میں بالخصوص بخارا اور سندھ کے سبوبوں میں بیانی و جوہ کی بناء پر دانشوروں کے غلاف انتیاز بھی دیکھتے کو ملتا ہے۔ افرادی میراث اور علاقائی کوئی خلاف ورزی بھی آدمی کی عدم مساوات کو فروغ دیتی ہے۔

تجارتی شرکاٹ کا نظریہ عام تجارتی نظریہ کے مطابق جیسے تباہت بروختی سے عالم قیتوں میں بھی بڑھنے کا رہنمائی دیکھتے ہیں۔ تجارتی شرکاٹ ناسازگار ہوں تو افرادی قوت کی اجرتوں کے مقابلے میں تجارتی پاٹریز کی اجرتوں کی سطح بلند ہو جاتی ہے۔ تجارتی کاروبار اور صنعتوں میں اصل اوسط اجرتیں کم ہوئی ہیں جس سے ایک طرف محنت کی آدمی حاصل کرنے والوں اور سرمایہ کی آدمی حاصل کرنے والوں میں جگہ دوسری جانب ہے۔ ہر مندی اور غیر ہر مندی میں تجارتی پاٹریز کے سماتریں کے درمیان آدمی کی عدم مساوات بڑی ہے۔ علاوه از جنگی ایجاد کا تناصب کم بڑا ہے، سماجی امداد کے طور پر رقم کی مشتملیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور سرمایہ سے ہونے والی

والف، ای این (2009)۔ Poverty and Income Distribution
کوراک، ایم (2006)۔ Research on Income Inequality, 13(1), 88-143
کاؤنی، این، ن، ایچ ایچ (2003)۔ Pro-poor growth: Concept and measurement with country case studies
راہٹ ڈووال ہر بندہ یونیورسٹی، گیری ایم فیلڈر، جارچ ایچ جا کومن (2015)۔ Analysing income distribution changes, Anonymous versus panel in come approaches
A Decade of Sub-national Pro-poor Growth in Pakistan, Soc. Indic . Res. DOI 10.1007/s11205-016-1349-7۔ (2016)
13
14
15
16
17

یہیں جنہیں زیادہ تر ترقیاتی سرگرمیوں میں نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح شہری علاقوں میں بیاواطر اور بالاواطر ٹکسیوں کی غیر موزوں تکمیل کو معقول بنایا جائے اور غربیوں پر ٹکسیوں کا بوجھ کرتے ہوئے اسے متوازن بنایا جائے۔ یہ نظیر اکم پروگرام میتھے غربت میں کی کے پروگراموں میں فلاج کا عصر بہتر بنایا جائے اور محض عرضی ساتھی تحقیق کے بجائے زیادہ روزگار پیدا کرنے والے پروگرام شروع کئے جائیں۔ غریب حامی اور تقسیم کی پالیسیوں کے طویل مدتی نظر نظر کے ساتھ ساختہ ان میں موافقت کو پاکستان کی اصلاحاتی حکومت عملی میں ترقیتی حیثیت دی جائے۔

آمدی کی تقسیم کا معاہدتوںی سطح پر یا حتیٰ کہ صوبائی سطح پر منانے کے لئے کچھ مقاومات پالیسیاں شروع کی جائیں اور علاقے کے مطابق پالیسی ڈھانچہ تکمیل دیا جائے اور اس کی اور روشنی میں وسائل کو روئے کار دیا جائے۔ مالی اور زریعی سطح پر کوئی چھوٹا سا داخلی یا خارجی وچکا امروں کے مقابلے میں غربیوں کی آمدی میں اچاک تبدیلی لا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک دورخی پالیسی اقدام کی ضرورت ہے۔ پہلا، موقع کا دائرہ وسیع کرنے کے لئے محروم طبقات کے لئے روزگار کے موافق پیارہ کے جائیں۔ دوسرا، غیر محفوظ اغریب طبقات کو محفوظ بنانے کے لئے ان کے ذرائع معاش کے طریقوں کو درپیانہ کاروباری ترقیاتی مکملین کو پور تحریقیتی کی بنیاد پر ایک ایسا قابل پالیسی پیش کرنا ہوگا اور اس سلسلے میں اہم متعاقبہ فریقوں کے ساتھ وسیع تر مشاورتیں کرنا ہوں گی جو آمدی کی عدم مساوات کے پرانے اڑاثت کو کم سے کم کر سکے اور اتفاقی عوامل کی روک تھام کرے۔

خواہی پالیسیوں کے قائم ترقیج میں جو طبقات برابر ہیں ان کے ساتھ سماجی و معاشری موقع، ترقیاتی اخراجات، اجرتوں اور ٹکسیوں کے معاملے میں برابر سلوک کیا جائے اور جو برادری نہیں ہیں انہیں بعض مراعات، لیکن میں بہت اور سب سذھی کے معاملے میں برابر اہل الصور نہ کیا جائے۔ اس طرح کے ”اصاف“ پرمنی جمہوریت کے ذریعے ہی ہم اپنی اور عمودی دونوں اعتبار سے عمدہ تقسیم پرمنی میشست استوار کر سکتے ہیں اور یون عدم مساوات کو کم کرنے اور 2030 تک درپیانہ ترقیاتی مقصد نمبر 10 یعنی ”ملکوں کے اندر اور ان کے درمیان عدم مساوات میں کی“ کے حصول میں مدد دے سکتے ہیں۔

آمدیوں کا رکنائز کم ہوتا ہے۔ یہ سے بجٹ خارجے، قرضے بڑھانے اور افراد ازدھے گرپر کی میکر اسکا مک پالیسیاں اپنائی جائیں اور تحقیقی شرح تباہک کو ساتھی طبقہ لایا جائے۔¹⁸

(4) انسانی سرمایہ پر بخوبی یکنہری سکول کی سطح پر بھر پور سرمایکاری کے ساتھ ساتھ اعلیٰ معیار کی عوامی خدمات تک مساویہ رسمائی بھی ضروری ہے۔ آمدی کی عدم مساوات سے منٹھنے کے لئے ترقی پسندانہ عوامی اخراجات کا طریقہ اپنانے کی ضرورت ہے جس کے لئے تحقیقت عامدہ اور تعمیم پر قوم خرچ کی جائیں۔ ہائی ایجوکیشن کمیشن (ایچ ای سی) نے حال ہی میں پرائیوریٹ سکولوں اور کالجوں کو سرکاری یونیورسٹیوں کے لئے اسے میں لانے کا مضمود تیار کیا ہے۔ پرائیوریٹ ہپٹاونوں اور ایکاری ادارے کے تحت لایا جائے۔ اس سے ایک طرف معیاری بہتر ہوگا اور وسری جانب اجرتوں سے ہوئے والی آمدی میں کوئی بہتری آگے گی۔ آمدی کی تقسیم کو ترقی پسندانہ نیک نہاد کی مدد سے اور سماجی خدمات و سرمایکاری پر ترقیاتی اخراجات کی سطح بلند کر کے بھی بہتر لایا جاسکتا ہے۔

(5) ٹکنیشن کمیشن آف پاکستان کے کوڈا کا از سرفون تھیں کیا جائے جو افرادی قوت کی منڈیوں کے نقش پر مستقل نظر سکھتا کاروباری اجرتوں کے فرقے کو دوڑ کیا جاسکے۔ اسی طرح کاروباری اشرافیہ کے بنائے ہوئے کاروڑ اور اجارہ دار یوں کو کوئی لیبری نہادوں کے ذریعے روکا جائے۔ سیکنگ اور ذریعہ اندوزی سے جزوی زیریں میں میشست کا آہستہ روختائی بہت ضروری ہے۔ اسی طرح سماجی لاد سے اشیاء ضروری کی بہترین قیوں اور ملک کے 40 فیصد غریب ترین طبقے کے لئے محنت کی ساتھی شرح جرأت کے ذریعے بھی منصانہ تھیم پرمنی میشست کی راہ میں ہو گی اور غریب ایگ ایلیکٹریم ایک رسمائی حاصل کر سکیں گے۔

(6) ایک ملمہ بیانیہ یہ ہے کہ پانچھوٹنیوں اور اجرتوں، بلا معاوضہ کام کے معاوضہ کے علاوہ اراضی اور رہائی حقوق پیشی بنائے سے صفائی ایزاں میں کی اسکتی ہے اور یوں خواتین کے حقوق اور خواتین کی مساوات کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ وقت کے استعمال کے لاماظ سے خواتین کی غربت (جو حق میں 75 گھنٹے سے بھی زیادہ وقت کام کر کریں) اور اس پر پالیسی بیانیہ کو کوئی زیغور لایا جائے۔

(7) ملک میں غریب حامی روزگار پیدا کرنے کے لئے آسان قرضوں کے ذریعے چھوٹے اور درمیانی کاروباری اداروں (ایس ایم ایز) کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح یا اقدامات ایسے صوبوں اور اضلاع میں کئے جائیں جو بھی میشست کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ علاوہ ازیں، اپنی عدم مساوات سے بچنے کے لئے ان علاقوں میں سرکاری شبکے ترقیاتی مخصوصے شروع کے جائیں۔ صفتی تجارت کی برداشتیں پر گلکز زریعی تجارت آمدی کی ترقیاتی تھیم پر اپنا اثر کھاری ہے جس سے مقنط اندماز میں منٹھنے کے لئے ضروری ہے کہ مارکیٹ مارجن کم اور درمیانی کرداروں کا اثرکم سے کم کیا جائے۔¹²

(8) ملک میں سب کی شویں پرمنی اخراجی کا عمل شروع کرنے کے لئے ضروری ہے کہ معاشری و سیاسی طریکہ مکملی پیشوں جمہوری احتساب، کریشن پر کنٹرول، اس ان وامان اور سماجی پالیسیوں پر بھر پور توجہ دی جائے۔ پاناما لیکس کے بعد کرپٹ اور موقع پرست عناصر کی شاندی کر کے تھیلی گئی دولت و ایکسی جاسکتی ہے اور اسے تعمیم اور صحت عامدہ پر سرمایکاری کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

حاصل بہت پاکستان میں اپنی اور عمودی خطوط پر آمدی کی عدم مساوات کے اسہاب زمان و مکان اور مردوں کا کام کے مختلف میں اس لئے یہاں مسکل کے فوری حل نہیں میں گے۔ ملک چلچلی یہ ہے کہ آمدی کی عدم مساوات کے ملی و فتحی کریں کا اثر کم کرنے کے ساتھ ساتھ دینکی اور شہری دنوں علاقوں میں فعال اور شر آور اندماز میں تیزیوں کے نئے طریقے تعارف کرائے جائیں۔ چھوٹے کسانوں اور مستقل محرومی کا بیکار طبقات کے لئے مراعات کے خصوصی پیچھے تعارف کرائے جائیں کیونکہ یہ وہ طبقات

کوئی، جی، اے (2014)۔ Falling Inequality in Latin America - Policy changes and lessons - پاکستانی بینیفیسیٹی ویڈیو ایڈیشن ای آر سی 2-1.

صبور، اے۔ ایم، منظور اے۔ یونیکان۔ 2015۔ Time Use Poverty and Gender Inequality: Empirical Evidences from Punjab۔ کوائی یونیورسٹی ایمیجیمیٹ جوہل آف میتھا اولی، جلد 4، شمارہ 1۔

Roadmap for Economic Growth of Pakistan: Policy Imperatives of Trade Liberalization and regional integration for Pakistan۔ باب 12، کتاب بخوان۔

اسلام، آباد پالیسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (آئی آر ای)۔

عدم مساوات اور اس سے پیدا ہونے والا عدم اطمینان

سکولوں میں جاتے ہیں جہاں والدین ایک بچے کے لئے بھتی یوں فیس دیتے ہیں وہ اسکوں کے چوکیدار کی بابنگوہ کے دو گناہ سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ عماد کے بچے اردو میڈیم سکولوں میں یامرسوں میں جاتے ہیں یا کہیں بھی نہیں جاتے۔ یہاں یہ فہرست خاصی طور پر ہے۔

عدم مساوات میثاث کے دھانچے میں رچی بھی ہوئی ہے۔ افرائش کی ترکیب اسی ہے کہ یہ عدم مساوات کو شدید بنا رکھتا ہے۔ تو آمدی میں ایک روپے کا پھیلو اے تو اس میں سے 36 پیسے ایمر کی جیب میں جاتے ہیں اور ان پیسے غریب کی جیب میں۔⁶ لیکن نظامِ رجحت پسندانہ ہے جس میں 80 فیصد لیکن ریپورٹ یوں بالواسطہ کیوں سے آتا ہے، امیر ترین 10 فیصد بالواسطہ کیوں میں اپنی آمدی کا 10 دن فیصد ادا کرتے ہیں جبکہ غریب ترین 10 فیصد اپنی آمدی کا 16 فیصد۔⁷ غریب میں کی کو اگے بڑھانے کے لئے بلند شرح افرائش برقرار کھنکی مسلسل کوششیں عمل میں ہیں لیکن عدم مساوات کے ازالہ کے لئے پکھنیں کیا گیا۔ تجربہ باقی تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ افرائش میں ایک فیصد اضافہ غریب میں 3.6 فیصد تک کی لاتا ہے جبکہ عدم مساوات میں ایک فیصد کی غریب تک کم کر کر تک 8 ہے۔

2015 کی ایک مطالعی تحقیق میں 1988 سے 2011 کے دوران عدم مساوات کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عدم مساوات دو چند ہو گئے ہے۔ آبادی کے 20 فیصد ایمیر ترین کی آمدی میں حصہ 12 فیصد تک بڑھ گیا ہے جو 1987-88 میں 43.5 فیصد تھا اور 2010-11 میں 48.7 فیصد ہو گیا جبکہ غریب ترین 20 فیصد کا حصہ اسی عرصے کے دوران 21 فیصد تک کم ہو کر 8.8 فیصد سے 7.0 فیصد پر آگیا ہے۔⁹

عدم مساوات امثالوں کی موروثی اور موجودہ غیر مساوی تقییم کی پیداوار ہے۔ یہ عدم مساوات دینی ارضی کی ملکیت میں بھی افسوس ناک حد تک عیاں دکھائی دیتی ہے جہاں ایک فیصد فارم زرعی ارضی کی ایک چوتھائی پر محیط ہے اور 62 فیصد فارم پانچ ایکڑیاں سے کم ارضی والے ہیں۔ ملک میں مجموعی طور پر 48 فیصد گھرانے بے زمین ہیں اور زمین ایمیر افراد کی سب سے بلند شرح سندھ میں بھی 62 فیصد ہے۔ زمین کی زیادہ ملکیت والے دیگر علاقوں میں جنوبی پنجاب اور بلوچستان کا نیسرا آزاد ڈویشن شامل ہیں۔¹¹

شہری علاقوں میں بھی شبیہ کر رہائی سہولیات کی بدولت کچھ پیش جزیرے وجود

The Problem of Regional Imbalance in the Economic Development of Pakistan

ڈاکٹر

ایکن اگلتے ہے کہ ہم نے کسی سے کوئی سبق نہیں سمجھا۔ ماسوے 77-1972 کے منحصرے دور کے، جب مساوات کو ایک اعلانیہ ریاستی پالیسی کے طور پر اپنایا گیا، سرکاری پالیسی میں برادری کے پہلوکی حیثیت ہمیشہ غنی می رہی ہے۔ افرائش کی اہروں اور علیحدگان کے نفع سے غربت میں کمی کے پروگراموں کی پیغام کے باوجود غربت اور عدم مساوات آن بھی اپنی جگہ نہ صرف موجود ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ پہلے سے بڑھ چکی ہے۔

آمدی کی تقییم افراد کے درمیان یا علاقوں کے درمیان دھانچے کے اختلاف سے بدلتی رہتی ہے اور وقت کے ساتھ اس میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ آمدی کی تقییم کے تجھیں بالعموم سالانہ بنیاد پر ہے بلکہ پانچ یا دس سالوں کے وقته کے ساتھ یا تجھیں تیار کے جاتے ہیں جب ڈیٹا دستیاب ہو۔ حالیہ عرصے میں آمدی کی تقییم کے دو بڑے تجویزوں میں سو شل پالیسی ایڈڈوپمنٹ سنٹر کی روپ میں³،

2001 کی Combating Poverty: Is Growth Sufficient? اور 2004 Growth, Inequality and Poverty: The Case of Pakistan میں اپنی تکالیف شامل ہیں۔¹² ملک میں پائی جانے والی آمدی، ملکی اور شعبہ جاتی عدم مساوات پر تفصیلی دستاویزات فراہم کی گئی ہیں۔ دو حالیہ تجویزوں میں 2012 میں نو پروگرام⁴ کی روپورٹ Clustered Development: District Profile of Poverty in Pakistan اور 2015 میں ہارون جمال⁵ کی مطالعاتی تحقیق Growth and Income Inequality Effects on Poverty: The Case of Pakistan شامل ہیں۔

آمدی کی تقییم کی صورتحال اس وقت دو پاکستان میں، ایک اشرافیہ کا اور دوسرا عوام کا۔ ایک نسل تنصیب جسی صورتحال سے جس میں گھر اگل اگل ہیں، آمد و رفت کے طریقہ اگل ہیں اور تعلیم و سحت کی تبویثیں بھی اگل اگل۔ اشرافیہ والے ٹکنیکیاں میں رہتے ہیں، من کے ملازموں کے کوارٹر بھی عوام کو ملے اور انی فرم رکن فتح بھائیں کے متاثر میں رہتے ہیں۔ اشرافیہ والے ایک دن یہندگار ہیوں میں سفر کرتے ہیں اور عوام کا رہارہ ہیوں میں یا ان کی چھتوں پر دھکے کھاتے ہیں۔ اشرافیہ کے کچھ اگلے میڈیم



ڈاکٹر قصیر بنگالی

ماہر اقتصادیات
سابق مشیر دہراطی سندھ برائے
منسوبہ سازی مرتقی

پاکستان میں بیاست ہمیشہ کھلماں کھلایا در پر دہ آمدی کی تقییم کے مسائل کے کردہ ہی گھومتی رہی ہے اور پیشتر برااؤں کا محل سبب ہی ہے۔ ملک میں سیاسی شورش کا برترین دور 1968-71 کا تھا جس کا نتیجہ سب مختلف طبقات اور علاقوں کے درمیان پائی جانے والی عدم مساوات کے مسائل تھے۔ ایک نے حکومت اور اس کے آزاد منڈی کے نظریے کی بساط لپیٹ دی اور دوسرے نے ملک کو ہتھ دلخت کر دیا۔

مسحک خیز بات یہ ہے کہ عدم مساوات ایسی منفی چیز کی بھی نہ تھی جیسی یہ آج ہن پنج ہے۔ 1960 کی دہائی میں پاکستان کے چیف اکاؤنٹس ڈاکٹر محمد احمد¹ نے 1963 میں اپنی کتاب The Strategy of Economic Planning میں تو معاشر افرائش کا عمل تیز کرنے کے لئے عدم مساوات پیدا کرنے کی خوبیوں پر بھی خوبی آرائی کی تھی۔ تاہم اس بات کا سہرا بھی انہی کو جاتا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے ان 22 خالد اون والی باتیں کی جو ”معنی امثالوں کے 66 فیصد اور بینکاری کے 87 فیصد امثالوں کو کنٹرول“ کر رہے تھے۔ ملکی عدم مساوات کے پہلوکوڑھا کر یونیورسٹی کے پروفیسر رحمان سوہنائی 2 کی تحریروں میں انتہائی بھرپور انداز میں واضح یا گیا۔ اس حوالے سے ان کی 1962 میں لکھی گئی

محمد احمد (1996)، The Strategy of Economic Planning، اکسفوڈ یونیورسٹی پریس۔

رحمان سوہنائی، The Problem of Regional Imbalance in the Economic Development of Pakistan (1962)۔

Combating Poverty: Is Growth Sufficient?، 2004، Growth, Inequality and Poverty، 2001، اور سالانہ جائزہ 2004۔

نويارے ناظمی (2012)۔ سیشن ۱۱: ڈیپلمنٹ پالیسی انسٹی ٹیٹ، Clustered Development: District Profile of Poverty in Pakistan۔

جمال ایچ (2015)۔ سو شل پالیسی ایڈڈوپمنٹ سنٹر، 1988-2011 (Growth and Income Inequality Effects on Poverty: The Case of Pakistan)۔

سو شل پالیسی ایڈڈوپمنٹ سنٹر، سالانہ جائزہ 2004۔ Combating Poverty: Is Growth Sufficient? 2004۔

ایضاً، بکس 41، جدول 4.2، صفحہ 82۔

ایضاً، جدول 3.6، صفحہ 64۔

جمال ایچ (2015)۔ جمال ایچ (2015)۔

نوازی موزبیر ازم اور نہیں بھی عکسیت پسند کا عروج
نوازی موزبیر نظر یہ کے بیرون و کاروں نہیں اس کھلمندرو شے کی بناء پر ریاست کو عوامی
زندگی کے سماں و اقتصادی شہوں سے باہت کھنچنچ پر جگہ کر دیا کہ مذہبی لوگوں کی
ضرورتوں کو بہترین طریقہ سے پورا کرے گی اور درودہ مشرفوں پر یقنا کہ مذہبی کی
مضبوط تو قن اس تاک میں ہیں کہ میں انہیں موقع مل جائے۔ یہ دلوں مشرفوں
ناقص ٹاٹاں ہو یکچھے ہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ مذہبی کی قوت میں آبادی کے کم قوت خریدو والے طبقات کو چیزیں فراہم نہیں کر سکتی۔ اور پاکستان میں مذہبی کی قوت میں ریاست سپرستی کی میسا کھیوں کی تھیں اور ان کے اندر اس قدر استعداد نہیں کرو دیا تھا کہ چھوڑے ہوئے خلاں کو پرکشیں بننے والا ریاست کے طرح ہاتھ کھینچنے سے ایک خانہ پیدا ہو گیا ہے مذہبی اسلامیت کے سماجی فلاحی نیت و رک نے پر کیا۔ یوں غربیوں کی کوئی نہیں سنتا تھا وہ اپنی سماجی اور اقتصادی ضروریات پوری کرنے کے لئے جو حق اس مذہبی اسلامیت سے رجوع کر رہے ہیں۔

غیرہت محرومی اور مشکلات کا باعث تھی ہے جبکہ عدم مساوات گلے ٹکوئے اور
نا انسانی کے احساس کو محروم دیتی ہے اور غم و عصیت کے درجہ بھاتی ہے۔ خربتی کی نیاز پر مدنی
اسٹبلیشمنٹ کو رضا کار بھرپوری کا ایک نہ صشمہ ہوتے والا دیکھ لیا ہے جس کے اندر
پائے جانے والے گلے ٹکوئے، نا انسانی اور غم و عصیت کا احساس انہیں جہاد بیوں والی
راہ پر ڈالنے کے لئے خام مال کا کام دیتا ہے۔ یہ محض اتفاق نہیں کہ مدنی عکریت
پسندی طلبان، بیوک حرام یا الشہاب کی ٹکل میں انہیں ٹکوں میں سامنے آ ری ہے
جبکہ سایجی نظام عماشی عدم مساوات اور سماجی نا انسانی کے پوجھ تدبیج گا ہے۔
یہ دھمکا ہے جہاں کرپٹ اور لیسر کے حکمران طبقے کا راجح ہے جو بھی دنیا کے
طرز زندگی کے طبقے میں اور ایک طویل عمر حصے سے محروم اور مشکلات کا شکار
لوگوں کے سامنے ساکھ طور طلاقاً ہماقہ ہے۔

مغرب نے اسلامیت عکسیت پسندی سے منع کے لئے ایک میں الاؤئی اتحاد تشكیل دیئے کا شروع کیا ہے۔ تاہم ہم خود نئے کی بناء پر ہے تھا جو یا جاربا ہے وہ ناقص ہے۔ ایک طرف شاید سچا بنا پا ہے کہ اول اور دوسری طبقہ حماشرے میں موجود ہے اور یہ طبقہ فعال کے لئے بھیجنے کے اوس پر آمادہ ہے لیکن درست نہیں۔ ملک کی تحریک اور سماجی، فنازیل اور ایک قائم، نیوچرل اور ملکی ہائیکورٹ کا جوش و خوش

آدمی کر کرم مساوات کے دمگ پہلو
مزید تلیشیں کی طرح کے امتیاز سے دوچار رہتی ہیں جن میں تعابی اداروں میں داخلے اور اسی بناء پر بیش و رانہ ترقی میں رکاوٹیں بھی شامل ہیں۔ سندھ میں جری مشقت بڑی حصہ تلقینیں کی مقرر رہی ہے۔ بحیثیت مجموعی تلقینتوں کوکم معاونے والے معمولی کاموں پر کھا جاتا ہے۔ پاکستان کو قوانین ہر قوی اوپر صوبائی رکن مخفتوں کو اپنے اپنے طبقے میں ترقیاتی کاموں کے لئے ریاست گرنسٹ استعمال کرنے کی جاگزت دیتے ہیں۔ تلقینی کامندوں کے انتخاب کے لئے پورے ملک یا صوبے کی پوری کمیونٹی ایک حلقة انتخاب تصور کو جاتی ہے اور تیقینت ہے کہ تلقینی افراد پورے ملک کے مختلف شہروں اور دیہات میں تھوڑی تحریکی تعداد میں بھیلے ہوئے ہیں۔ تیقین یہ ہے کہ افغانی نامندوں کا کوئی حرفی ایک حلقة انتخاب نہیں ہے جس میں وہ ترقیاتی منصوبوں پر کام کر سکیں اور پوس قیمتی کیونٹیز ترقی کے ان موقع سے محروم ہیں جن سے دوسری کمیونٹی فیضیاں ہو رہی ہیں۔

صفی عدم مساویات نتوپر ہے۔ اقتصادیات کی میدان میں صفحی عدم مساویات زیادہ تینی اور روزگار کے موقع تک رسائی کے ساتھ مساوی کام پر غیر مساوی معاوضہ کی صورت حال کے حوالے سے زیر بحث لائی جاتی ہے۔ رسائی میں یہ حقیقت ہمیں رکاوٹ بنی ہے کہ کام کرنے، تعلیم حاصل کرنے، خفاظ مخت، خریداری، سماجی گرگوبیں، تقریب، تغیر و کئے تھے خاتمیں کنیں اور حرکت میں کیونکہ پیلک انہوں دو کاموں اعلاء اور حکومتی نظام میں نہیں ہے۔

کئی دیگر پہلوؤں میں بھی ایک خوش تسمیہ کا انتیاز دیکھنے کو ملتا ہے۔ 2014ء میں سو شش پالیسی اینڈ ڈیپولٹیشنٹ منشکی ایک کتاب¹⁰ In Search of Gendered Development میں اس درپرہ انتیاز کو دستاویز پری ڈیل دی گئی ہے جس کا سامنا خواتین کو کرن پڑتا ہے۔ بجت حصہ پر مقنی نہیں ہیں جس کا تینی یہ ہے کہ کسی اونیں معلوم کر سکا رہا اخراجات سے خواتین کو کس قدر فائدہ پہنچتا ہے، تعمیم اور سخت سے خواتین کے مقابلے میں مردوں کو یادہ فائدہ پہنچتا ہے۔ غاصن سر برادہ والے گھر انوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کوئی نیازی پالیسی ڈھانچہ موجود نہیں حالانکہ خاتون سر برادہ والے گھر انوں کی آمدی مرد سر برادہ والے گھر انوں کے مقابلے میں اتفاق یا 15 فیصد کم ہے۔ آفات کی صورت میں امداد عام طور پر گھر انوں کی بیانی پر فراہم کی جاتی ہے جس میں سے ایسے گھرانے خارج ہو جاتے ہیں جن کی سر برادہ مثال کے طور پر کوئی وجود ہو۔

اس سلسلے میں کچھ لوچپڑ معلومات کراچی کی شہری ترقیاتی پارکیٹ سے میں جس کو تخت شہر کے مضافات میں بگھر خاندانوں کا باہر کیا جا رہا تھا۔ جن خوتین کے امتوں یوں کئے گئے ان کا کہنا تھا کہ انہیں اپنی بیٹیوں کی شادیوں میں ماسک پہننا اور اپنے بیٹیوں کے شادیوں میں کیونکہ ”عمر احتلقن مرد طبیعت سے ہے اور ہم زیادہ مہل بول اس لئے نہیں کر سکتے کہ سورج غروب ہونے کا بعد پہلے اپنے اپنے بیٹیوں کو دیکھنے نہیں آتا۔“ مردوں کو مرکزی حیثیت دینے والے ترقیاتی منصوص سازوں اور تنظیموں نے ان بخوبی رکھ کر خوب نظر رکھنے لگے۔

مطالعاتی تحقیق کی ان تمام سرگرمیوں سے شاہ سے جنوب کی جانب ایک تقسیم کی تقدیم ہوتی ہے جس میں کراپی اوسٹینے حاجی مسلم ترقی کی پڑھی پر سب سے اور پر اور دوسرا جانب بلوچستان سب سے پچھے۔

آدمی کی تقدیم کی سیاست عدم مساوات معادلی تخلیل کوئی عجینکی مخفی نہیں کہ آپ پاکیسی میں معمولی ہی تہذیبی لارکاریا کسی "سماں گھنیتی" کے ذریعے اس سے بُٹھ لیں۔ آدمی اور دولت کی تقدیم آبادی کے مختلف طبقات کے درمیان اور مختلف خلقوں کے درمیان سیاسی قوت کی تقدیم کی پیداوار ہے۔ یہ میشعت کے ظریفہ نے کئے اپناۓ جانے والے خاص فائیلے کا ترتیج رکھے۔

1980 کی دہائی کے بعد مینڈنی کی بالا دلائی، پرانی فریڈرک ہائیک کے کام کی نوآموز بہل نظریہ کے عروج نے ریاست کو عویشت کئی بڑے شعبوں سے باہت کھینچنے پر مجبور کر دیا۔ حس کے لئے ریاقت اداروں کی جگہ ارکی اومنڈنیوں کی ذی ریگولٹشن کی گئی۔ مینڈنی آمدنی کی طبقات کے حوالے سے غیر جانبداریوں رہیں۔ وہ ضرورت مطلب تینیں ملکوت خرید کے طلاق چلتی ہیں۔ اگرتوڑ خرید رکھنے والوں کو اعلیٰ معادل کیں جائے تو اور وہ اس کی قبضت ادا کر سکتے ہوں تو مینڈنی وہی اُنکے

کر کیم تیار اور فراہم کرے گی۔ اگر آبادی کے بعض طبقات کو ملتوں کی ضرورت ہے لیکن وہ ان کی قیمت ادا نہیں کر سکتے تو منہج جو تیار نہیں کرے گی۔ منہج کے اسی اصول کو تعمیر پر لاگر کر کر اس کا مطلب ہیں وہاگ کہ سیمیر پیپز دے کر اعلیٰ معیار کی تعمیر حاصل کریں گے اور بہترین ملازموں انہی کے قبیلے منیں ہوں گی جبکہ غریب ایسا نہیں کر پائیں گے اور انہیں کم اجرت اور ملازموں پر اکتفا کرنا پڑے گا۔ عدم مساوات اسی طرح حاقم کرے گی اور اس کی جو گرسی ہوئی جائیں گی۔

کی تصویر سے جس کے بعد کوئی کنکری ضرورت نہیں رہاتی۔

توں کی ملکیت اور کنٹرول عدم مساوات میں شاک کے کردار کو ظاہر کرتی ہے۔ اسی میں بھروسہ اوری جھکل دھکائی دینی ہے لیکن وہ انداز جس میں ریاست کی جگہ و معافی پاکیستان امریقی اور مختلف گروہوں کے لئے آمدی پیدا کرتی ہیں اور اس کے درمیان تلقین کرتی ہیں۔ 1980 کی دہائی کے بعد سے پاکستان کا روا کتنا کس اور ایالی پاکیسٹانی کا فرمیم درک ایسی نیج پر آگیا ہے جہاں یا ایسا نئے اور یہ تیار کرنے والے شعبوں باخوبی کارخانے سازی کے خلاف چلتا ہے اور اس کا رکھوں، اراضی کی بارکشون اور ایسا نئے ضروریہ کی بارکشون سے قیاس اپنی پرمنی ثمرات کو فروغ دیتا ہے جس سے بحثیت مجموعی لوگوں کے لئے کوئی دشمن پیدا نہیں۔ میثاق اور سیاست کے نئے جاگیرداروں وہ پہلے والے بنڈدار اور صنعت کا نئیں رہے بلکہ شاک مارکیٹ کے بردار، پاپٹی ڈبلیور اور جن اور بندن کے دار آمد کنندگان اور تاجر ہیں۔

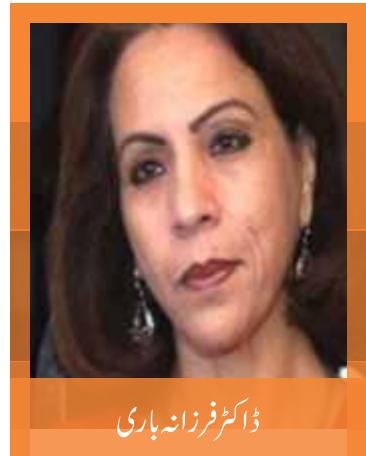
باقی صوبہ سریشی پاکستان علاقائی عدم مساوات اور سیاسی محرومیوں کے ہاتھوں 1971 میں الگ ہو گیا۔ علاقائی عدم مساوات کے بارے میں ایک دہائی بعد یعنی 1981 میں، دو دو ڈیکان بعد 2001 میں اور پھر مرید ایک بارے بعد 2012 میں یعنی تینی مطابقی تحقیق ہوئی ہر باراں میں نفوذ پزیر اور یہی علاقائی عدم مساوات شعبہ دس سال میں آئے۔

کے درجے سے نہیں بلکہ سماجی و اقتصادی اطمینان سے ہوتا ہے۔ ایک واقع تدامت پسندیدہ اتخاذ ایسا بھی موجود ہے جس میں روایتی دلکشی بازو کے مذہبی طبقے کے علاوہ 'جدت پسند' دلکشی بازو کے سیکولر بھی موجود ہیں۔ دونوں کا تعلق سماجی و اقتصادی لحاظ سے مraudat یا قومی طبقے سے ہے اور جہوڑی سیاست کو کمال باہر کرنے اور آمدی دولت کی مساوا یا نسبتیم پر دونوں کا ارجمند ایک ہے۔ اس منظر نامے کی دوسری جانب عام آدمی ہیں جو صدیوں سے سماجی اخراج اور اقتصادی محرومی جیل رہے ہیں۔

عسکریت پسندی کے عروج میں طبقاتی عامل کے شواہد پنجاب کے علاقے جھگ سے اپنا پسند اٹھن پاہ صحابہ کے عروج کی صورت میں بالکل عیاں ہیں جس کیوارے میں ظاہر کیا جاتا ہے کہ اسے آپ برہ راست خالمانہ جا گیرداری نظام سے منوب کر سکتے ہیں جس نے ابھری ہوئی دوسری اقتصادی اشرافی کو سیاسی شمولیت سے خارج کر دیا۔ 15 اسی طرح فاتا کے تازہ مکے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مجرم اور منہر کے مابین چیقاش ہے جس میں مجرمہ زمیندار، غان اور ماں کی نمائندگی کرتا ہے اور منہر اس نچلے طبقے کی نمائندگی کرتا ہے جسے مذہبی اسلوبیت نے فعال کر دیا ہے۔ عسکریت پسندی سے منٹنے کے لئے مساوا یا معاشرے اور معیشت کو فروع دینا ہوگا۔

پاکستان میں عدم مساوات کے صنفی پہلو:

صنف پرمنی عدم مساوات کے محکم ثقافتی، ادارہ جاتی اور دیگر عوامل



ڈاکٹر فرزانہ باری

ڈائریکٹر

سنیٹ آف پبلیکس ان جنڈر میڈیا نیشنل ایکٹریٹ
انسانی حقوق کی کارکن

آگاہی، ریاست میں چلنے والی تحریک نوں، فعال سول سماں کی خواتین کی تحریکیں اور فعال میدیا، یہ سب عوامی اور سیاسی میدیا نوں میں خواتین کے لئے موقع پیدا کر رہے ہیں۔

تائیم صنفی مساوات ایک ڈھانچہ جاتی مسئلہ ہے جو ڈھانچہ جاتی حل کا تقاضا کرتا ہے۔ صنفی برادری پر عالمی وعدے، 2030 نک 50/50 Planet کا عزم اور دیپا ترقیاتی مقاصد (غاص طور پر صنفی مساوات میں متعلق پانچواں مقصد) کا حصہ اس وقت تک دوڑا کاری با تین ریسیں گی جب تک صنفی مساوات کے اصل اور اس کی ڈھانچہ جاتی بنادکو پوری طرح سمجھنیں لی جاتا اور اسے ختم نہیں کر دیا جاتا۔

یہ سمجھنا از حد درودی کے صنفی عدم مساوات کی جزیں اس انداز میں ہیں جس میں معاشرہ اپنی تھیں اور تو لید کرتا ہے طبقائی، نسلی اور صنفی اتحصال پر نہیں پیداوار اور تو لید کے عمل صنفی مساوات اور دیگر سماجی رخنوں کی ڈھانچہ جاتی بنادکیں ہیں۔ پیداوار کے عوامی میدان میں خواتین کو سنتی افرادی قوت کے طور پر اور تو لید کی جگہ میدان میں غفتہ گھر بیوی افرادی قوت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ خواتین کی ہدایت کی میں صنفی افرادی قوت کی کلیتی ذمہ دار ہیں۔ پیداوار / تو لید اور عالمی اجنبی میدان میں خواتین کی کلیتی ذمہ دار کو برقرار کرنے کے لئے صنفی کرو دیکھا نظری گھر لیا جاتا ہے تاکہ صنف کی بنیاد پر شناخت کی تھیں اور تکمیل کی جائے۔ خواتین کے کرو دیکھا نظریہ میں کوئی گھر کے اندر مال اور بیوی کے طور پر کام کرتا ہے جبکہ مردوں کے کرو دیکھا نظریہ باہر جو پانے خاندان کے لئے کمانے والے اور اس کی کفارت کرنے والے ہیں۔

صنفی کرو دیکھا نظریہ ایسے ہے اور غیر اجنبی اور اس کے ذریعے مفہوم اندماز میں خوش کیا جاتا ہے اور برقرار کرنا ہے جو صنفی موضوعات کی تکمیل کرتے ہیں۔ یہ ادارہ جاتی یقین اور سماں کے لئے خواتین کے موافق اور سماں تک کہ اور کوئی اضافی حاصل ہوگی۔ خواتین کے انسانی سرمایہ کی تحریر پر سرمایہ کاری کی پست طحی انجینیروں کی قوت کاحتاج اور ان کے باقیون خطرے سے وجاہت دیتی ہے۔

غیر اجنبی اور اس کی طبیعتی اقدار، روایات اور سرمایہ کی تکمیل متوالی قابلی، جا گیری اور اس کی طبیعتی اقدار اور اس کی معافی اور اس کی ڈھانچے کرتے ہیں۔ ملائی سماجی نظام مقابی کو تینیز کے صنفی شور کی خاتین کرتا ہے جو بد لے میں یہ طے کرتا ہے کہ خواتین کی صنفی حیثیت، ان کی نقل و درکت اور موقع و سماں تک ان کی انسانی کام اندماز کیا ہوگا اور ان پر کنڈول کی طبیعتی ہوگی۔

مردوں کی اور سوانیتی کے استبدادی اور انتہا درجے کے تصورات اور مردانہ غیرت کے تصور کو تندیکی ڈھانل میں قائم ایک ادارے کے ذریعے برقرار کرنا ہے۔ صنفی کی بنیاد پر تشدید گھر کے اندر ہو یا کیوں کی طبیعتی پر سماں میں اسے قابل قبول سمجھا جاتا ہے۔ ریاست اور معاشرہ خاندان کے نام پر ہونے والے اس تندیدے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اس صورت میں اسے غنی ماحملہ سمجھا جاتا ہے۔ روایات اور مردانہ غیرت کے نام پر کمینی میں ہونے والا تندید جو خواتین کے طریق میں ہے جزا، سماں اس سے

حیثیت کی بناء پر محرومی، غربت، تازع، تشدد، انتہا پسندی اور انسانی بحرانوں کی صورت میں بذریعہ خواتین ہی تھی ہیں۔

ملک کے مردوں کے ساتھ موازنہ کریں تو سماج، معاش اور سیاست سمجھی شعبوں میں اصناف کے درمیان پالیا جانے والا افرین صنفی عدم مساوات کو ہی ظاہر کرتا ہے۔ مردوں کی مجموعی شرح خواندگی (70 فیصد) آج ہمیں عورتوں (49 فیصد) کے مقابلے میں زیادہ ہے² خواتین کی صحت کے اعتبار سے ماراثار خلے کے بذریعہ ملکوں میں ہوتا ہے جہاں اوسطاً ایک لاکھ زندہ بچوں کی پیدائش پر 260 خواتین ابدي نیند سو جاتی ہیں۔ مردوں کی غربت میں تیزی سے اضافے اور پریزوگاری کی بلند شرح نے خواتین کو لیبری مارکیٹ میں دھکیل دیا ہے۔ ان کی اکثریت میں صحت کے نیمی کی شعبوں تک ہی محدود ہے جہاں کام کرنے کے حالات گروگوں میں، انہیں لبھر تو نیند کا تحفظ نہیں ملتا اور جہاں انہیں کم معاوضے پر زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ صرف تین فیصد خواتین ری میں صحت کا حصہ ہیں جہاں اجرتوں کا فرق 41 فیصد عک بلند ہے۔³ سرکاری اور غنی شبے میں خواتین ایک خاص حد سے آگئیں جائیں جس میں صنفی افرادی قوت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ خواتین کی ہدایت کی میں صنفی افرادی قوت کی کلیتی ذمہ دار ہیں۔ پیداوار / تو لید اور عالمی اجنبی میدان میں خواتین کی کلیتی ذمہ دار کو برقرار کرنے کے لئے خواتین کے ذمہ دار کا نظریہ گھر لیا جاتا ہے تاکہ صنف کی بنیاد پر شناخت کی تھیں اور تکمیل کی جائے۔ خواتین کے کرو دیکھا نظریہ میں کوئی ایک بھی خاتون اس عہدے پر فائز نہیں ہے۔ اعلیٰ عدالت میں 130 مردوں کے مقابلے میں صرف سات خواتین بطور حجج کام کر رہی ہیں۔ سیاست میں دیکھیں تو پارلیمنٹ کی 19 فیصد خواتین ارکان میں 17 فیصد صنفی کوڈ کی بدولت یہاں پہنچنے کیں ہو گئی وصولی اسٹبلیوں اور سینیٹ میں خواتین کے لئے مخصوص ہے۔

بڑی نشوتوں پر صرف دو فیصد خواتین ایسیں ہیں جو انتخابات جیت کر اسے بھیں پہنچنیں۔ خواتین کے خلاف تشدد بر اساس اتفاقی اور صنفی جاتی سمجھی طبقات اور خطوں میں روز بروز بڑھ رہا ہے۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں اصناف کے درمیان پالی جانے والا دائی فرق ظاہر کرتا ہے کہ صنفی شناخت پاکستان میں خواتین کے لئے آئن بھی ایک خطرہ ہے۔

صنفی عدم مساوات کے محکمین کا جائزہ لیتے سے پہلے یہ تانا ضروری ہے کہ پاکستان کی ساری خواتین ایک جمیں نہیں ہیں یا آپ انہیں ایک کمیگری میں شمارنہیں کر سکتے۔ ان کی حیثیت اور ان کا تجربہ معاشرے میں ان کی سماجی و معاشری حیثیت سے بتا ہے۔ صنفی نظام مستقل بہاہ کی کیفیت میں رہتا ہے۔ ہمیں اپنے معاشرے میں مقاوم، جنات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ایک طرف بڑتی خربت، افراد از، شدید بیروگاری، انجینیئری، مدینی کمپرسنڈی، خواتین کے خلاف تشدد، قانون کی حکمرانی کی ناکامی اور خراط بہتری کی خاتین کی زندگیوں پر برے اثرات مرتب کرتے ہیں تو دوسرا جانشہ شہری آبادی کے تیزی سے بڑھنے کا راجحان (200) سے زائد ممالک کی فہرست میں پاکستان کا ریکار 163 واس ہے اور شہری آبادی کے بڑھنے کا راجحان چوبی ایشیا میں سب سے زیادہ ہے⁴، صنف کے بارے میں بہتر

صنفی مساوات ملکوں کی سماجی اور اقتصادی ترقی میں بینادی اہمیت رکھتی ہے اور اس میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے جس کا اعتراف دن بہن بڑھ رہا ہے۔ صنفی مساوات پر بے شماریک اور میں الاقوامی وعدوں کے باوجود افغانوں میں صنفی عدم مساوات آج بھی ایک سویں صدی کے سب سے بڑے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ دنیا میں ایک ملک بھی ایسا نہیں کوچھ معنوں میں وعوی کر سکے کہ اس کا معاشرہ صنفی ناظم سے منصفانہ اور برابری پہنچی ہے۔

صنفی مساوات پر آئنی دعائیں اور خواتین کے خلاف اتنا یا کی تمام شکل کوں کے خاتمه کے کوئی نہیں (ای ڈی اے ڈیبو) کی ووثیق کے باوجود صرف میں متعلق شعبوں میں پاکستان کی کارکردگی کوچھ تھی ہی نہیں ہے۔ اصناف کے درمیان فرق کے عالمی اندرکس (جی جی آئی) 2015¹ کے مطابق پاکستان صنفی مساوات کے اعتبار سے 142 ملکوں کی فہرست میں 141 ویں نمبر پر ہے۔

پاکستان کا معاشرہ انتہائی متنوع، کیفی نسلی، کیفیتی ہے جس میں غیر بھار سرمایہ دار اور ترقی کے ساتھ تیزی نو کے معاملے میں جگہ کارکن انسان دیکھنے کو ملتا ہے۔ طبقے، خلائق، مذہب اور دینی اشتہری تیزی کے خطوط پر بے ناہم مساوات پائی جاتی ہے۔ صنف معاشرے میں پالی جانے والے فرق کے پہلوؤں اور مددجویوں کی رنگارک شکل پر ٹھل پر اتحصال کی محض ایک اضافی تھہر ہے۔ خواتین ایک طرف اپنی صنف اور دوسرا جانشہ شہری آبادی کے تیزی سے بڑھنے کا راجحان اسی مدتھات سے دوچار رہتی ہیں۔ معاشرے کے صنفی نظام مراتب میں اپنی ماتحت

وورلڈ انکا فورم، 2015، The Gender Gap Report 2015، جو اپنے پر دستیاب ہے:

<http://www3.weforum.org/docs/GGGR2015/cover.pdf>

حکومت پاکستان، ”پاکستان انکا فورم سروے 2015-2016، باب 10: Education، جو اپنے پر دستیاب ہے:

http://www.finance.gov.pk/survey/chapters_16/10_Education.pdf

خطیب پاشا، Economy of Tomorrow، ایف ای ایس پبلیکیشن، 2015،

یونائیٹڈ نیشنز پاکستان فنڈر پرپرٹ، Life in the City: Pakistan in focus

اعراض برپتا ہے۔ جرگہ⁵ اور بیچیت⁶ کا متوازنی نظام انصاف اپنے فحصوں میں پورا نہ ادا رہا اور کنزرول کا علم بلند رکھتا ہے۔ مردوں کے درمیان تنازعات نہمانے کے لئے آشیانی جرگے اور پختا نیت خواتین کی عصمت دری، ابیں قتل کرنے اور ان کے ادلے بدے کا حکم دے دینی ہیں۔ اس غیر برقی توازنی نظام انصاف کی غیر قانونی نیشنیت کے باوجود یہ سب کی سزا کے بغیر جل رہا ہے کیونکہ اسے ریاست کی خاموشی حمایت حاصل ہے۔

ریاست بھی صفائی لائٹ سے غیر جاندار ادارہ نہیں ہے۔ یہ بھی پورا نہ ادا رہا نظام کے تحت چلتی ہے اور تمام شہریوں کے ساتھ مساوی سلوک کے بجائے مادر طبیعت کے مفادات کی بالادستی کے لئے کام کرتی ہے۔ ریاست کی صفائی جانداری پاکستان کے آئین سے ہی عیا ہے جو ریاست اور شہریوں کے درمیان ایک سماجی بندھن کا کام دیتا ہے۔ قانون میں خواتین کو مساوی شہری کی حیثیت حاصل نہیں۔ آئین میں بھی مفہود و غافل شاہل ہیں جس کے آرٹیکل 25 میں کیا گیا ہے کہ صفائی کی بنیاد پر کوئی انتباہ نہیں ہو گا جبکہ محدود قوانین ایسے ہیں مثلاً حدود اڑو ٹپنس، قانون شہادت، تضمیں نو کا قانون اور شہریت کا قانون⁷ جو خواتین کے ساتھ ایسا رہتے ہیں اور انہیں دوسرا دوچھہ کا شہری صورت کرتے ہیں۔ ریاست نہ سمجھ آنے کی حد تک پورا نہ ادا رہا تو تحفظ دیتی ہے (بھی وجہ ہے کہ گھر بیٹھنے کے قوانین کی منظوری پر اتنی زیادہ مزاحمت ہوئی)۔ ریاست ادارے بالخصوص پولیس اور عدالیہ جن کا کام خواتین کے حقوق کی خلاف ورزی کی صورت میں انصاف کی فرمائی لیتی ہے، ان کی خاطر کام نہیں کرتے۔ علاوه ازیں دیگر ادارے مثلاً اسلامی نظریاتی کوں صفائی مساوات کے تصور کی قیمت مخالف کرتی رہتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سلام میں مردوں کو عورتوں پر فوجیت دی گئی ہے۔ تحفظ نہ ادا رہتے ہیں جو خواتین کے حقوق کی صورت میں کوئی کام نہیں کرے۔ پیش کی گئی طرف سے پیش کی گئی اس تحفیز سے اس ریاستی ادارے کی پرتشدد پورا نہیں کرتی رہتی ہے جس کا کام اسلام کی تشریع کرنا اور اس بات کو لینے بناتا ہے کہ ملک میں قوانین کو اسلام کے اصولوں اور اس کی روح کے مطابق بنائے جائیں۔ ریاستی مشینی پر مردوں کا غلبہ اور اس کی پورا نہ ادا رہا جانداری پاکستان میں صفائی مساوات کے مقصود کے حصول کو اپنائی مشکل بنا دیتی ہے۔

ذکرہ بالا تجھے میں صفائی عدم مساوات کے بنیادی اسہاب کو بے نقاب کیا گیا ہے اور اس میں تبدیلی لانے والے مسائل کے حل کا مطالبہ کیا گیا ہے کیونکہ عدم مساوات کے محکمہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ڈھانچہ جاتی ہے۔ موجودہ ترقیاتی صورت کے اندر رہتے ہوئے اصلاح پنداشتل دیپاٹریقاتی مقاصد میں شامل مقصود بسر کے حصوں کے لئے کافی نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اس سے یہ ہو گا کہ صفائی عدم مساوات کم ہو جائے گی اور معاشرے کے مختلف شعبوں میں انصاف کے درمیان پائے جانے والی فرق میں کمی آجائے گی۔

تاہم صفائی مساوات کے مقصود کے حصول کے لئے ہم اس پورا نہ ادا رہا نظام کی مادی بنیاد کو تم کرنا ہو گا جو نیا اعلیٰ ادا رہا اور اسے آموز سر ما یہ دارا نہ معاشری فریبی درک میں پہنچا ہے۔ یہ نہ صفائی مساوات کو ایک ترقیاتی مقدمہ بلکہ ایک سیاسی پر ایجٹ ہنا کر کھدیتی ہے۔ پیاوائی عمل غیر احتصالی ہو جائے تو افرادی وقت کی صفائی قیمی پرینی صفائی نظریہ کی ضرورت کم ہوئے گی۔ خاندان کے اندر انصاف کے باہمی تلقینات نظام مراتب سے پاک اور مساویت ہو جائیں گے اور معاشرے میں تشدد کا آلل، بے کار ہو کر رہ جائے گا۔ اس طرح کی تبدیلی صرف ان لوگوں کے مفاد میں ہے جو طاقت کی تقسیم میں اس وقت سے پہلے ہیں۔ یہ صفائی مساوات کا عمل حقوق نہ ادا رکھنے کے ایک اجتماعی شعور کی تربیت کے ذریعے آگے بڑھتا ہے جو معاشرے کے موجودہ ظالمانہ اور استھانی سماجی و ثقافتی، سیاسی اور اقتصادی ڈھانچوں کو تبدیل کرنے کے لئے ایک متعلقہ سماجی تحریک کو جرک کا کام دیں گے جو صرف خواتین کوہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کو آزادی کی نعمت سے سرفراز کریں گے۔

قتالی کوںل

- 5 ایک طرح کا سیاسی نظام جو جو بولی ایشیا میں پالیا جاتا ہے۔
 6 حدود اڑو ٹپنس، حد کے مقدرات (جن میں سے زیادہ سے زیادہ سادی کی گواہی جاسکتی ہے) میں خواتین کی گواہی ایک مرد کے برادر ہے۔ تضمیں کا قانون صاصاں میں عورت کی زندگی کو مرد کی زندگی کے برابر رکھتا ہے۔
 7 حدود اڑو ٹپنس، حد کے مقدرات (جن میں سے زیادہ سے زیادہ سادی کی گواہی جاسکتی ہے) میں خواتین کی گواہی ایک مرد کے برادر ہے۔ تضمیں کا قانون غیر پاکستانی خاتون سے شادی کرنے والے پاکستانی مرد کے پیش اور بیوی کو شہریت کے حقوق دیتا ہے لیکن پاکستانی خاتون کے غیر پاکستانی شادی کو پاکستانی شہریت کا حق نہیں دیتا۔

پاکستان میں سماجی عدم مساوات کے محکمین

کے مقابلے میں بچوں کی پست فلاج زیادہ عامی بات ہے۔“تناج سے ظاہر ہوتا ہے کہ ”جنوونے میں شامل 132 اخلاع، ایکسیوں اور فنیتھر ریزور میں میں 75 اخلاع (یا تقریباً 57 فنید) میں بچوں کی فلاج پست ہے کیونکہ ان کا اندرکس نہیں دی معاشرے کم ہے۔“ تناج سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ”محروم اخلاع کا سب سے زیادہ فنید تراست سنہ میں (68 فنید) ہے جس کے بعد پاکستان میں یہ تاب 61 فنید اور فاتا میں 58 فنید ہے۔ پنجاب میں محروم اخلاع کا تاب 51 فنید جبکہ خیر پسخونخوا اور آزاد گھوں و کشمیر میں ایسے اخلاع کا تاب پچاس بچوں فنید ہے۔“

تعلیم کی طرح صحت فلاج کا ایک اور اہم پہلو ہے جو افراد کے موقع پر اثر انداز ہوتا ہے پاکستان میں خفاظان صحیت کی عدم مساوات جس کی بیانیں پانچ سال سے کم مر بچوں کی شرح اموات (U5MR) کے سے جاتی ہے، پیشان کن ہے۔ ملک میں اوسٹا ایک ہزار زندہ بچوں کی بیدائش پر U5MR 94 کا تاب نصف 2001 سے پیغم چلا آ رہے بلکہ 2015 کے لئے مقترن کے گئے اہم ذی بھی اہدف سے بھی کہیں بلند ہے۔ نومولود بچوں کی اموات کے اعتبار سے 193 ملکوں میں پاکستان کاریکٹ خلی طرف سے تیرا ہے۔ نومولود بچوں کی شرح اموات چاروں سو بولوں میں اور آمدنی کی تمام پتوں (Quintile) میں سب سے بلند ہے تاہم سب سے کم آمدنی والی پرت میں شرح اموات سب سے بلند ہے۔ زندگی کے پہلے میں میں کی اموات میں جہاں حالیہ سالوں کے دروان کی آئی ہے وہیں 2001-02 کے بعد سے زندہ بچوں کی بیدائش کے تاب کے طور پر اس میں اضافہ ہوا ہے جو 2001 میں ایک ہزار زندہ بچوں کی بیدائش پر اوسٹا 49 تا اور 2007-08 میں 53 تک پہنچ گیا۔

خوارکی عدم تنفس اور غذا بیت کی بھی افراد کے موقع پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ قوی سطح پر آبادی کا تقریباً 58 فنید خوارکی عدم تنفس کا خکار ہے جبکہ ان میں سے 30 فنید دریانی سے شدید جھوک کی بیتفت میں زندگی اگر ار رہے ہیں۔ ملک میں آبادی کا تقریباً 79 فنید 2350 کیلو یونیو میہ کی سفارش کردہ سطح کے مک خوارک لیتا ہے۔ ان میں سے 84 فنید کا تحلق شیری علاقوں سے اور 76 فنید کا دیکی علاقوں سے ہے۔ علاوہ ازیں 10 سے 14 سال عمر کے 86 فنید افراد کیلور ہر کی سفارش کر دہ بنیادی مقدار سے کم کیلور ہر لیٹنے میں غذا بیت کی اس کی کو دو کرنے کے لئے انداز 46 ارب روپے یونیور دیکار ہیں۔⁴

غذا بیت کی پست بیداواری صلاحیت اور افراد کی صورت میں بہت مہنگی پر کمی ہے۔ قوی غذا کی سروے 2011 کے اعتاد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں پانچ سال سے کم عمر کے تقریباً 15 فنید پتے دریانی سے شدید حد تک کمزوری کا

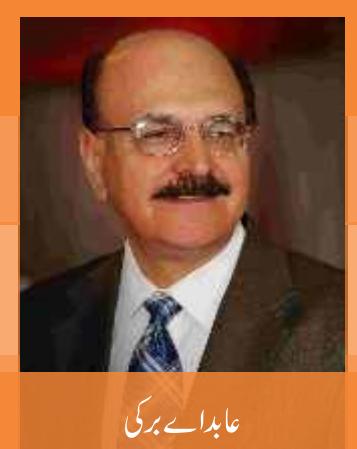
کرتی ہیں اور ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں اور یوں عدم مساوات کے ایسے جال پھیلا دیتی ہیں جو ہم اپنی جگہ موجود رہتے ہیں اور اگر اپر کی طرف کوئی انتقال و حرکت ہو رہی ہو تو اسے محدود کر دیتے ہیں۔

موقع کی اہم ترین چیزوں کی عدم مساوات

افروزی آمدنی اور صحت کا اندازہ لگانے کا ایک اہم طریقہ تعلیم ہے جو موقع کی مساوات کے تجویز میں بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ ملک میں تعلیم کا رکرداری کے اعتبار سے شدید عدم مساوات پائی جاتی ہے۔ مختلف سرکاری سروے کے اعتاد و شمار سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ جن گھر انوں میں تعلیم کی سطح پست ہوتی ہے ان کے لئے غربت سے سچی ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ اور جن گھر انوں میں دیگر ارکان کی تعلیمی سطح پست ہو ان کے بچوں کے بھی تعلیم سے صفت پر منی مساوات آمدی کے قابل زیادہ ہوتا ہے۔ تعلیم کے حوالے سے صفت پر منی مساوات آمدی کے قابل گروہوں، دیکی و شہری علاقوں اور اخلاع میں بھی نہیں ہے۔ بھی سکولوں کے مقابلے میں سرکاری سکولوں اور شہری علاقوں کے مقابلے میں دیکی علاقوں میں فرامیں کی جانے والی تعلیم کے معیار پر بھی شدید خدشات ظاہر کئے جاتے ہیں۔ یہ نصف بیانی دھانچے اور مردمیہ مواد کے اعتبار سے بہت بچپنے میں بلکہ سامنہ کی تربیت اور میختجہ نہیں بھی نہیں ہے۔ جن کی وجہ سے بعض گروہوں میں حصول علمی سطح مطلوبہ معاشرے کیسی کم ہے۔

یونیسف کی ایک حالیہ روپوٹ کے مطابق پاکستان میں پرانہ سکول کی عمر کے انداز 44.4 فنید 6.5 ملین پچھے سکول نہیں جاتے جن میں 2.9 ملین لاڑکانے کے اور 3.6 ملین لاڑکان شاہل ہیں۔ اسی طرح بائیکوں کی عمر کے 30.1 فنید 2.7 ملین پچھے 1.1 ملین لاڑکانے کے اور 1.6 ملین لاڑکانے پر بھی سکول سے باہر ہیں۔ نوجوان لاڑکوں کے سکول سے باہر ہونے کا امکان لاڑکوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ دیکی علاقوں کے بچوں کے سکول سے باہر ہونے کا امکان شہری پس منظر والے بچوں کے مقابلے میں بلند ہے۔ نہیں غیر معمولی گھر انوں کے بچوں کے سکول سے باہر ہونے کا امکان نہیں۔ ایک اسی سیاست کی تربیت میں زیادہ ہے۔

بچوں کی فلاج میں غماںیں عدم مساوات دیکھنے کو تھیں ہے۔ مثال کے طور پر یونیسف کی Situation Analysis (Situation Analysis) کی عدم مساوات پر زور دیا گیا ہے جسے تعلیم، بچوں کی تعلیم، بچوں کے تھوڑے اسٹاف، رہائش، پانچ سال سے تعلیم آمدی سے بہت کردار پانچ ادھار اسٹاف/شجوں کی بنیاد پر چاروں صوبوں، فنا اور آزاد گھوں و کشمیر کے لئے بچوں کی فلاج کا اندرکس بھی دیا گیا ہے۔² صفری مجموعہ کے اندرکس کی بنیاد پر بچوں کی فلاج کے علاقائی پہلوؤں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ”بچوں کی بہتر فلاج



عبدال باری

پروفیسر آنیکس
سلیف ایکٹیکس
lahorionnordi اف مینٹس سائنسز (اس)

پاکستان میں افراد اور گروہوں کو وقت کے ساتھ اپنی سماجی دیشیت بدلتے کے موقع میسر نہیں ہیں۔ معاشرے میں اپنی دیشیت اور مرتبے کی بنیاد پر ان کا واسطہ غیر معاہدہ موقع اور ثمرات سے چرتا ہے۔ میتھجہ یہ ہے کہ وسائل تھیڈیس کے ایسے ظکاموں کے تحت غیر معاہدہ طور پر تقسیم ہوتے ہیں جو لوگوں کے مخصوص گروہوں کو دوام دیتے ہیں۔ تناج سے بھی نہیں بلکہ اسی تربیت، غانہ اپنی اگراف اور باریکی تھیڈیس سے قطع نظر ان کی طرف سے کی گئی کوششوں کی بنیاد پر تھیں ہوں تو عدم مساوات زیادہ تشویش کا باعث نہیں بنتے۔ یہ عدم مساوات سب کے لئے کیساں موقع پر منی مساوات کی اقدار کے معانی ہوتی ہے۔ ہمارے لئے حل تشویش کی بات بیان پہلے سے طے شدہ عوامل کی بنیاد پر افراد کے لئے موقع میں پایا جائے والے وہ منظم فرق ہے جو ہر فرد کے لئے ترقی کے کیساں موقع کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔

اس مقالہ میں آمدنی کی عدم مساوات سے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے موقع کے اہم ترین پہلوؤں کی عدم مساوات پر زور دیا گیا ہے جسے تعلیم، بچوں کی فلاج، خفاظان صحیت، خوارکی عدم تنفس اور غذا بیت کی۔ اس مقالہ میں ان عوامل پر بھی توجہ دی گئی ہے جو وقت کے ساتھ یہیں ظکام میں عدم مساوات اور افراد زریگن کے حوالے سے افراد اور گروہوں کے درمیان فرق کو دوام دیتے ہیں۔ آخر میں بات پر زور دیا گیا ہے کہ عدم مساوات کی یہ جھیں وقت کے ساتھ آپس میں مل جوں

یونیسف (2013)، Out-of-School Children in the Balochistan, Khyber Pakhtunkhwa, Punjab and Sindh Provinces of Pakistan، گلوبل بیشیو آن آئٹ آف سکول چلڈرن، پاکستان کنفرنی آفس، یونیسف،

اسلام آباد۔

یونیسف (2012)، Situation Analysis of Children and Women in Pakistan، یونیسف، اسلام آباد۔

دیکیں، یونیسف (2012)، Situation Analysis of Children and Women in Pakistan، یونیسف، اسلام آباد۔

عابدابے برکی، مختاق اے غان (2016)، مختاق اے غان، یونیورسٹی آف مینٹس سائنسز، لاہور، جون۔

عابدابے برکی، مختاق اے غان (2016)، مختاق اے غان، یونیورسٹی آف مینٹس سائنسز، لاہور، جون۔

پاکستان میں بڑھتی عدم مساوات

اراضی کی تفہیم

وہی علاقوں میں جہاں 50 فیصد گھر انے بے زین ہیں اور وہی غربت کی شرح تقریباً 40 فیصد ہے، اراضی کو ایک بڑا خاتمہ سمجھا جاتا ہے۔ اراضی کی تفہیم میں شدید فیض کا جھکاؤ پایا جاتا ہے جہاں صرف پانچ فیصد لوگ کل زرعی اراضی کے 64 فیصد کے ماں ہیں۔⁵ بڑے کسانوں نے اجارتہ داریاں بنارکی ہیں اور پانی اور زراعت کی سب سطہ پر کے ملاuds زرعی افراد کے ثمرات پر بھی انہی کا تقاضہ ہے۔ غربت میں کم کی اندازہ افراد کے مقابلہ میں عدم مساوات کے ذریعے زیادہ بہتر طور پر لگائی جاسکتا ہے اور اراضی کی مساوات وہی غربت میں ایک اہم عامل کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہی معاشرے میں اراضی کی حشیت محض ایک ذریعہ معاش کی نہیں بلکہ یہ سیاسی قوت کی عالمت ہے لہذا اراضی کی غیر مساوائی تفہیم نے غیر مساوائے وہی سیاست اور ادارہ جاتی ڈھانچوں کو غروغ دیا ہے جو بذات خود اصلاحات میں ایک بڑی روکاوٹ ہیں۔⁶

موقعیت کی تفہیم و سخت رسمائی کی عدم مساوات کو سمجھنا اور اس کا سامنا کرنا تھا ضروری ہے جتنا تباہ خلاصہ آمدنی کی عدم مساوات کو۔ سماجی نقل و حرکت پاکستان میں ست روزی ہے، لس اور آکشم کی ایک حالیہ تحقیق (2015) سے پہلے چلا ہے کہ سب سے پانچ پر (Quintile) میں شامل والد کے ہاں پیدا ہونے والے 40 فیصد بیوی کی سب سے پانچ پر میں ہی رہ جاتے ہیں جبکہ صرف نو فیصد سب سے اوپر کی پرت میں رہا ہے اس کے پرانے سب سے اوپر کی پرت میں شامل باپ کے ہاں پیدا ہونے والے 52 فیصد بیوی کی سب سے اوپر کی پرت میں ہوئے ہیں۔ لہذا صاف ظاہر ہے کہ معاملات باپ سے میں بوقتی ہیں۔



مصطفیٰ تالپور¹

ایضاً اپنے اپنے بھائیں کو آزادی خیبر
اکشم جنپی (پاکستان)

پاکستانی میشیٹ داخلی سلامتی کے پیلجنوں اور متواتر قدرتی آفات کے باوجود 1990 سے 2014 کے دوران 4.0 فیصد سے زائد کی شرح سے افراد پر ری 2 جبکہ کس آمدنی 2003 میں 1612 امریکی ڈالر کی جو 2013 میں 1,295 امریکی ڈالر تک بیٹھ گئی۔³ بلاشبہ آمدنی اور دولت کی بڑھتی عدم مساوات اور شدید سیاسی عدم استحکام و سماجی انتشار کے درمیان تعلق کو خارج از امکان قرار دینیں دیا جا سکتا۔

معاشی افراد کی عدم مساوات کا آپس میں گھوڑہ نزوں و ضخیم ہو پایا۔ پاکستان سمیت کئی ترقی پذیر ملکوں میں بھرپور معاشی افراد کے باوجود کیہی عدم مساوات کے بڑھتے شواہد ملتے ہیں اور چند ایک مالک ہی نظر آتے ہیں جو افراد کے ثمرات سے مستفید ہوئے۔ معاشی افراد کی مساوائی تفہیم غربت اور عدم مساوات کی سلطنت کم رکھتی ہے۔ دریافت میں 4 کے مطابق لوگوں کی زندگیوں پر معاشی افراد کا ایک جزو طور پر آمدنی کی تفہیم کا معاملہ ہے کیونکہ اس کا انعام معاشی بھیلاڑ سے پیدا ہونے والے خواری رینج میں کا استعمال پر بھی بہت زیادہ ہے۔

پاکستان میں عدم مساوات کے محکیں کیا ہیں؟ عدم مساوات کے محکیں کیا ہیں، لیکن اس مقالہ میں پانچ اہم محکیں پر بات کی جائے گی۔ یعنی اراضی کی ملکیت میں جھکاؤ، موقعیت کی عدم مساوات، غیر منصانہ پسخانہ نظام، صنفی عدم مساوات اور کم جرائم۔

تعلیم کا فرق

ایشیا کے پیشتر ممالک حصول تعلیم کی شرح کی بناء پر آمدنی کی عدم مساوات سے دوچار ہیں۔ بالعموم خطے میں پائی جانے والی کل عدم مساوات کے 20 سے 40 فیض کی وساحت انسانی سرمایہ اور مہارتوں کے اعتبار سے ایک فرد سے دوسرے فرد کے درمیان پائی جانے والی عدم مساوات کے ذریعے کی جا سکتی ہے。⁸ ایشیا میں معاشی افراد کا بڑا محروم ہیئتہ الوجی کی ترقی ہے جس کا جھکاؤ ہمہ مندا فراوری قوت اور سرمایہ کی طرف زیادہ ہے۔ ہمہ مندا فراوری قوت کی شدید مانگ نے تعلیم کے ثمرات میں اضافہ کر دیا ہے۔

تعلیم اور مہارتوں سے کسی معاشرے کی نقل و حرکت کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور پاکستان کے اعداد و شمار ایک اور غریب کے درمیان تعلیم حصول کی واضح عدم مساوات خارج کرتے ہیں۔ سب سے اوپر کے 20 فیصد گھر انوں میں پر اختری میں داخلے کی اصل شرح شہری علاقوں میں 80 فیصد اور وہی علاقوں میں 72 فیصد ہے۔ سب سے نچلے 20 فیصد گھر انوں میں یہ تناسب خاص کم ہے جو شہری گھر انوں میں 43 فیصد اور وہی گھر انوں میں 40 فیصد ہے۔ سب سے نچلے 20 فیصد گھر انوں کی اکثریت سرکاری سکولوں پر انخصار کرتی ہے۔ شہری علاقوں کے 69 فیض اور وہی علاقوں کے 85 فیض میں سرکاری سکولوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے پرانے سب سے اوپر کے 20 فیصد گھر انوں میں یہ تناسب بالترتیب 13 اور 30 فیصد ہے۔⁹ خواندنگی اور اعلیٰ تعلیم کے حوالے سے اس طرح کا فرق نہ صرف مختلف آمدینوں والے گروہوں کے درمیان بلکہ دونوں اور خواتین کے درمیان بھی پایا جاتا ہے۔ جدول 1 میں شعبہ تعلیم میں عدم مساوات کے انہی پلوٹوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

جدول 1: پرت کے لحاظ سے تعلیمی اعداد و شمار

	دوپنی								
	خواتین								
سب سے اوپر کے 20 فیصد	71	59	83	87	81	93	93	93	93
سب سے نچلے 20 فیصد	30	17	45	45	37	53	53	53	53
میشک کی سطح پر داخلے کی اصل شرح ¹⁰	23	23	22	33	39	28	28	28	28
سب سے اوپر کے 20 فیصد	5	2	8	3	2	6	6	6	6

ذریعہ: پانی ایس ایل ایم، 14-15

مصطفیٰ تالپور، ریچل کیپن کو آزادی خیبر کی حشیت سے آکشم کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس مقالہ میں ہن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ مصف کی ذاتی آراء ہیں اور آکشم کی پالیسیوں پا خیالات کی عکاسی نہیں کرتے۔

عائی بینک، عالمی ترقیاتی اشارے۔

2

آلی ایم ایف (2013) و ملٹا کاٹ آٹھ لکھ ڈینا۔

3

عادل اس برک، راشمین، خالدیم (2015)۔

4

آکشم (2010)، Land and Poverty-Situational and Power Analysis of Pakistan۔

5

ڈاکٹر قصیر بگالی (2015)، Profiles of Land Tenure System in Pakistan۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لبری ایکوپیشن یونیورسٹی۔

6

عابد اس برک، راشمین، خالدیم (2015)۔ Multiple Inequalities and Policies to Mitigate Inequality Traps in Pakistan۔ لاہور یونیورسٹی آف میجنٹ سائز (LMS)، آکشم۔

7

آکشم (غیر شائع شدہ) (2010)، Deconstructing Inequality Towards a Fairer Asia۔

8

حکومت پاکستان پانی ایس ایل ایم، 14-15

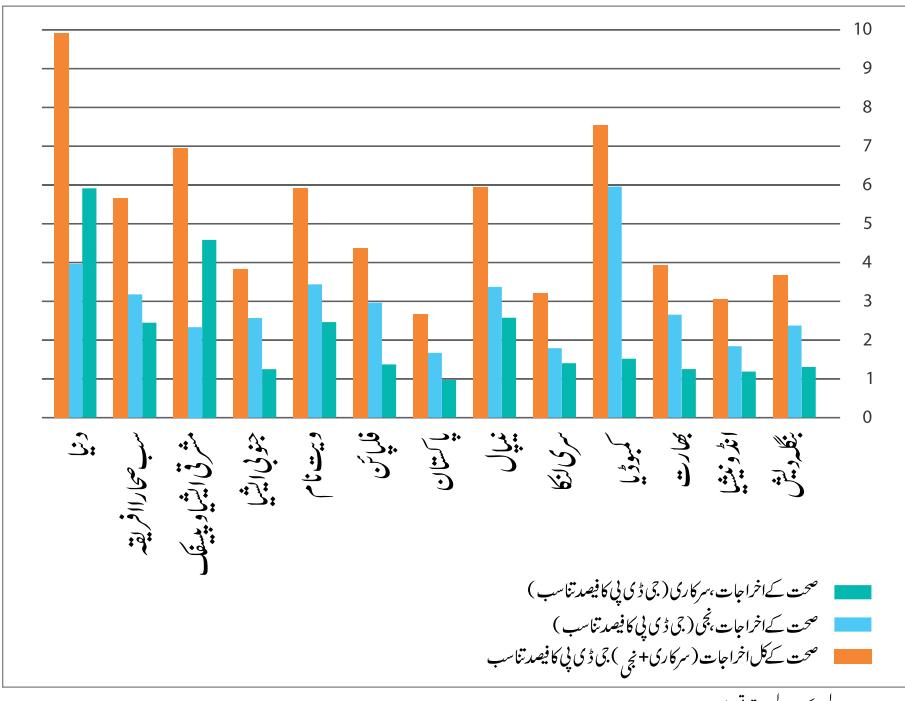
9

داخلے کی اصل شرح: (میشک سطح پر سکول جانے والے 13 سے 14 سال عمر کے پچھوں کی کل تعداد پر تسلیم کیا گیا) 100 سے ضرب دی گئی۔

10

20

شکل 3: جی ڈی پی میں صحت کے اخراجات کا فیصد تنااسب



جدول 2: بچوں کی غذا بیت میں عدم مساوات

5 سال سے کم عمر بچوں میں پست قدر پاسل ہاصل غذا بیت کا شکار بچوں کا فیصد تنااسب	صوبہ ارجنگ		
	مجموعی	دیکی	شہری
48.2	37.1	45.6	پاکستان
42.9	32.4	39.8	پنجاب
63.3	46.1	56.7	سنده
44.2	31.4	41.9	خیبر پختونخواہ
	22.2	-	وفاقی دارالحکومت
	35.9	-	گلگت بلتستان
دولت کی پرت کے لاملا پست قدر بچوں کی شرح			
سب سے نیچو والی	61.6	-	-
دوسری	55.7	-	-
درمیانی	40.6	-	-
چوتھی	37.8	-	-
سب سے اوپر والی	23	-	-

ذریعہ: پاکستان کا آبادیاتی درجہ تراویث سروے 2012-13

یہ صورت حال ایک طبقائی نظام تعلیم کو ظاہر کرتی ہے کہ یونکد ایم گروپ اپنے بچوں کو پرائیوریت سکولوں میں بھیجتے ہیں جو غریبوں کی استطاعت سے باہر ہیں۔ لہذا غریب خاندانوں سرکاری شبکے کے تعلیمی اداروں پر تعییر کرتے ہیں۔

پاکستان میں تعیینی حصول کی پست شرح کا ایک برابر تعلیم پر سرکاری اخراجات کی سطح ہے۔ پاکستان اپنے جی ڈی پی کا دو فیصد سے کچھ زیادہ تعلیم پر خرچ کرتا ہے جبکہ خلیل کے دیگر ممالک پاکستان سے زیادہ خرچ کرتے ہیں، جیسا کہ شکل 1 میں دکھایا گیا ہے۔

شکل 1: جنوبی ایشیا میں تعلیم پر سرکاری اخراجات اپنے جی ڈی پی کا فیصد تنااسب¹¹ (2000-2012)

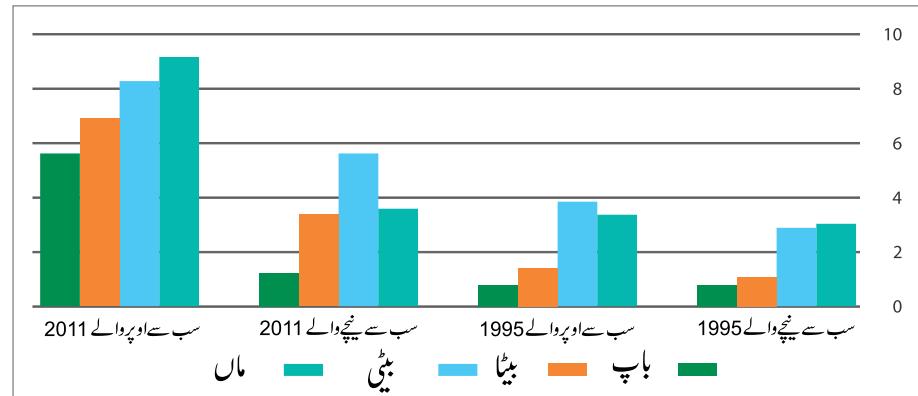
ملک	اواط اخراجات (جی ڈی پی کا فیصد حصر)
بنگلہ دیش	2.4
بھوٹان	5.4
بھارت	3.4
مالدیپ	6.0
نیپال	3.6
پاکستان	2.3
سری لنکا	1.9

ذریعہ: یونکرینکیت، فائلنکس (2014)

تلخ چھائی یہ ہے کہ مختلف جغرافیائی مقامات اور آمنی والے طبقات میں مغلائی صورت حال اور پست قدر بچوں کے حوالے سے بہت زیادہ عدم مساوات پائی جاتی ہے۔ شہری اور بیکی کے درمیان تفہیم بالکل عیا ہے اور بیکی حال صویوں اور دیگر تجزیے کے درمیان فرق کا ہے۔ آبادی کے سب سے نیچے والے 20 فیصد کے بچوں میں پست قدر کی شرح سب سے اوپر والے 20 فیصد کے مقابلے میں ڈھانی گناہ زیادہ ہے۔ دیکھی سندرہ میں پست قدر کی شرح ملک کی سب سے نیچے والی 20 فیصد آبادی

گزشتہ زیرِ ہدایت کے عرصے میں پاکستان میں تعیینی تفاوت ہمہر ہونے کے بجائے مزید گزر گیا ہے جو ایک پریشان کن بات ہے۔ ایم اور غریب کے درمیان تعلیم کی تفہیم اس دلیل کو مزید تقویت دیتی ہے کہ تھارا معاشرہ سب کی شمولیت اور غریبوں کو سماجی انسانی ورک کے مساوی موقع فراہم کرنے کے بجائے بڑھتے ہوئے سب اور اس سے نیچے کی پرتوں میں شامل رہا ہے۔ شکل 2 میں سب سے اوپر اور سب سے نیچے کی پرتوں میں شامل باپ، میڈل، ماڈل اور بیٹیوں کے درمیان فرق دو مختلف ادواہ میں ظاہر کیا گیا ہے۔

شکل 2: پرت اور سال کے حافظے تعلیم کے اوسط سال



کے مقابلے میں بھی زیادہ ہے۔ بچوں کے درمیان یہ عدم مساوات زندگی بھر کے لئے افزائش اور نشوونما پڑا اثرات مرتب کرتی ہے۔ جدول 2 میں بچوں کی غذا بیت میں حوالے سے عدم مساوات دکھائی گئی ہے۔

یہ درمیان تھی ختم ہو سکتی ہیں کہ غالباً عوای پالیسیاں اپنائی جائیں اور بریاست کا کروڑ سیکھ کیا جائے جس میں ضروری عوای خدمات مثلاً تعلیم و سلامت پر سرمایہ کاری، سماجی تحریک اور منصانہ اجر تیس لیکنی بنا نا شامل ہے۔ ترقی پسندانہ نگران نظام کے ذریعے موزوں لیکن یہ بیکوئنفال بنانا عدم مساوات سے نہیں کے ان پروگراموں کے نتیز فرمائ کرنے کے لئے لٹکائی جیشیت رکھتا ہے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ صحت پر اضافی اخراجات میں کمی سے درصل غریب خاندانوں کے پاس خرچ کے لئے موجود آمد نی بڑھ جاتی ہے۔ لہذا صحت عامہ کی سہولیات تک رسائی عدم مساوات کی کمی میں ثابت اثرات مرتب کرتی ہے۔

بچوں کی غذا بیت: صحت کا ایک اہم اشاریہ بچوں کی غذا بیت ہے۔ کم وزن بچوں کی پیدائش، بعد میں خاطر خواہ غذا بیت کی کمی تعلیمی مواقع کی کمی اور صحت کی غیر موزون سہولیات غریب خاندانوں کو محرومیوں کے ایک گھنٹے نے پک میں الجھا کر رکھ دیتے ہیں۔ پاکستان میں پائی جانے والی عدم مساوات کو زیادہ تر موقع کی عدم مساوات کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

تقریبی۔ مکمل کون دیتا ہے؟

منصقات اور ترقی پسندانہ بیکس نظام تقریبی نو کا بنیادی اصول ہے۔ بیکسون سے نہ صرف خاطر خواہ بیوں بخاطر حاصل ہوتا ہے جسے حکومت ضروری امور کی انجام دہی اور شہر بیوں کو بنیادی خدمات کی فراہمی کے لئے استعمال کر سکتی ہے بلکہ یہ دفاتر اور آمد فنی کے چند ہاتھوں میں اڑاکنا پر قابو پانے میں بھی مدد دیتے ہیں۔

پاکستان کے بیکس نظام کو غیر منصقاتہ اور غیر مساویہ قرار دیا جاسکتا ہے جو باواسطے بیکسون کے ذریعے غیر پر جو بھروسہ ادا ہے۔ مکمل بڑھائیے کی بوجھت پیدمانہ دعیت کا اندازہ بلاواسط اور بالاوسط بیکسون کے درمیان تقابل سے لگایا جاسکتا ہے۔ وقت کے ساتھ مہرین کو احساس بھی ہو گیا ہے کہ پاکستان کی مالی پالیسی تقریبی نو پر مبنی نہیں ہے۔ روپندر میں مختلف اشیاء ضروریہ بالخصوص پڑھوئیم صنعتوں سے جمع ہونے والے روپندر کے حصے میں تبدیلی کے باعث کم آمدی والے طبقات پر بالاوسط بیکسون کا بڑھتا تقابل سے جو 2007-08 میں 19 فیصد تھا، 2011-2012 میں 32 فیصد سے بھی تجاوز کر گیا، اور بالخصوص درآمدات، کنٹریکس، بیکل اور ٹیلی فون پر وہ ہولنگ بیکسون کا تقابل اس سے بھی زیادہ رجحت پیدانہ گلتے ہے۔¹³

پاکستان کے بیکس نظام کی غیر موثر کارکردگی کی وجہات میں سے کچھ یہ ہیں کہ براہ راست بیکسون کا دائرہ نگاہ ہے، بیکس چوری کی سطح بلند ہے¹⁴ اور مختلف طبقوں سے ممتاز مراعات اتنا تباہ کرنے کی طرف کی صورت میں بیکس دہنگان کے ساتھ غیر مساوی سلوک کیا جاتا ہے۔ بیکس ڈائریکٹری سے حاصل ہونے والی معلومات سے صاف فناہ ہے کہ بلکہ میں بیکس چوری کی سطح خاصی بلند ہے۔ تقریباً 62 فیصد کپنیاں اور 75 فیصد افراد بیکس گوشوارے میں غمینہ کرتے ہیں۔¹⁵

بلکہ میں روپندر کی پست اور زوال پذیر صورتحال کوئی طرح کی مراعات، اشتاء، بڑے بیانے پر بیکس چوری اور سوت را اور کرپٹ بیکس انتظامیہ سے منسوخ کیا جاتا ہے۔¹⁶ براہ راست بیکسون کا دائرہ نگاہ ہونے کے باوجود بعض شعبوں اور اداروں کے ساتھ تجسسی سلوک کیا جاتا ہے جنہیں حکومت کی طرف سے بیکس مراعات دی جاتی ہیں۔ یہ مراعات سب کے لئے کیاں موقع میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں اور ایسے شعبوں، اداروں اور افراد کو زوال پذیر بیکس ریٹس کے شدید دہنگا کا شکار بنا دیتی ہیں جو بیکسون میں اپنا حصہ پہلے ہی پوری طرح ادا کر رہے ہیں۔¹⁷

وزارت خزانہ کے اندازے کے مطابق مالی سال 2015-16 کے بیکس اخراجات میں سے اخراجات 665.0 ارب پاکستانی روپے رہے۔¹⁸ کل بیکس اخراجات میں سے 83.6 ارب پاکستانی روپے بیکس کے حساب میں پہلے گئے۔ یہ ارب 478.4، ارب 567.0 ارب کشہ ڈینریٹ کے حساب میں ٹھیک ہے۔

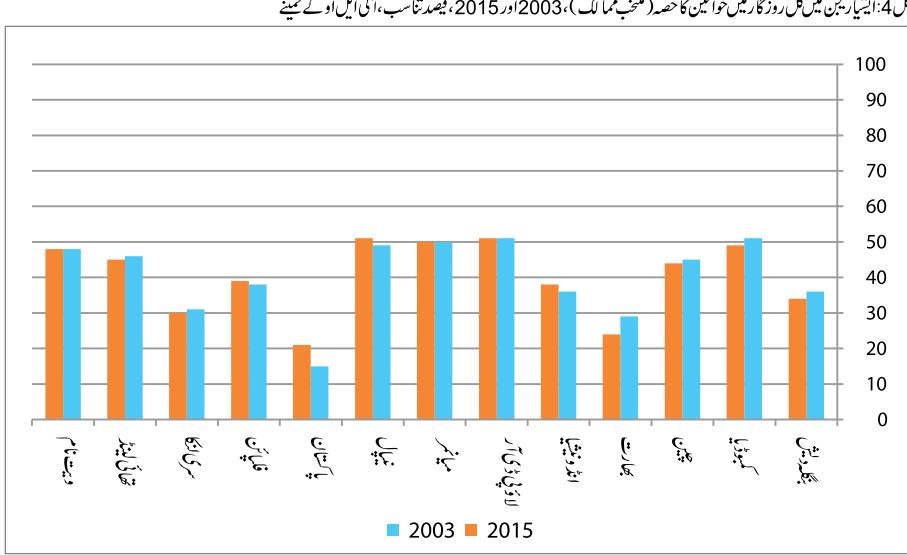
مذکورہ بالا حاصل کی بنا پر کچھ عجب نہیں کہ جی ڈی پی پر بیکسون کا تقابل کم ہے جو گزشتہ بارہ سال کے عرصے میں 8.5 سے 9.6 کے درمیان بدلتا ہے۔ جولائی تا اپریل 2012-13 کے دوران جی ڈی پی پر بیکسون کا تقابل 6.6 فیصد تھا،¹⁹ جو دنیا میں سب سے کم تقابل والے مکاؤں میں شامل ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے

میں بھارت میں پر تاب اگرچہ کم ہے پھر بھی تقریباً دو گناہے جو بکہ بر ایل جس کی حکومت نے تقریبی نو کا ایک شاندار کامیاب پروگرام جگایا ہے جس سے عدم مساوات میں کی آئی ہے، میں جی ڈی پی میں بیکسون کا تقابل 34 فیصد ہے۔ بلکہ بیکس وصولی کی پست بیکسیا تعلیم، ہجت اور پینے کے صاف پانی جیسی ان ضروری خدمتی کی خدمات کے لئے سرمایہ کی فراہمی پر بھی اہم مضمونات کی حالت ہوتی ہے جن پر معاشرے کے غریب ترین طبقات کا انحراف سے زیادہ ہوتا ہے اور جو عدم مساوات میں کی پر بیکس اثاثات مرتب کرتی ہیں۔²⁰

صنفی عدم مساوات

سابق، معماشی اور سیاسی شعبوں میں سے زندگی کے تمام شعبوں میں تہذیب پھیلی صنفی عدم مساوات ایک اور اہم محور ہے۔ لہذا جب آمدی کا واسطہ صنف سے پڑتا ہے تو معاملہ مزید مزگ جاتا ہے۔ یوں پاکستان میں صنفی عدم مساوات تہذیب درتہذیب جل جل رہی ہے۔

خواتین کو معماشی لحاظ سے با اختیار بناتا صنفی مساوات کے حصول کے لئے ناگزیر ہے۔ اس کی صورت میں آپ کو خواتین کو با اختیار بنائے کا ایک نظم اغازل جاتا ہے جس میں سماجی اور سیاسی پہلو بھی شامل ہیں۔ اس کے حصول کے لئے نہ صرف خواتین کو زیادہ حقوق فراہم کرنا ہوں گے کہ وہ بامعاوضہ کام شروع کر سکس بلکہ ان کے لئے دستیاب ملازمتوں کے معيار کے ساتھ ساختہ ان کے حقوق اور فیصلہ سازی کے اختیار کو بھی بہتر بنانا ہوگا۔ تاہم پاکستان میں خواتین کم معاوضہ والی ملازمتوں اور غیر مرکزی شعبوں تک ہی محدود ہیں۔ خواتین کی ملازمتوں کی شرح مردوں کے مقابلے میں کم ہے اور صنف کے لحاظ سے اجرتوں میں فرق زیادہ ہے۔ زیادہ تر شکل 4: ایشیا میں کل روپندر میں خواتین کا حصہ (متض巴 مالک)، 2003 اور 2015، فیصد تقابل، آئیں اور کے تخفیف



برکی اے اے، آرنسن، کے میر (2015)۔ اکشمی کی تحقیقی رپورٹ، مارچ 2015ء، اسلام آباد۔ حیثیات اپاشا، عائش غوث پاشا،

12

<http://lahoreschoolofeconomics.blogspot.com/2013/12/the-future-path-of-tax-reforms-in.html>

13

چارخ تاریخی - ویکی کوئیز، مشروف رسول سیان (2015)۔

14

ایس ڈی پی آئی، اکشمی (2016)، Reforming corporate taxation in Pakistan (غیر شائع شدہ)۔

15

حیثیات اپاشا، عائش غوث پاشا،

16

<http://lahoreschoolofeconomics.blogspot.com/2013/12/the-future-path-of-tax-reforms-in.html>

17

ایس ڈی پی آئی، اکشمی (2016)، Reforming corporate taxation in Pakistan (غیر شائع شدہ)۔

18

حکومت پاکستان، وزارت خزانہ،

http://finance.gov.pk/survey/chapters_15/Annex_II_Tax_Expenditure.pdf

19

چارخ تاریخی - ویکی کوئیز، مشروف رسول سیان (2015)۔

20

اکشمی، ایس ڈی پی آئی (2015)، Issue briefing: Towards a fair and just fiscal policy in Pakistan

<http://policy-practice.oxfam.org.uk/publications/towards-a-fair-and-just-fiscal-policy-in-pakistan-556474>

21

-Status of Labour Rights in Pakistan 2015، (مارچ 2016)

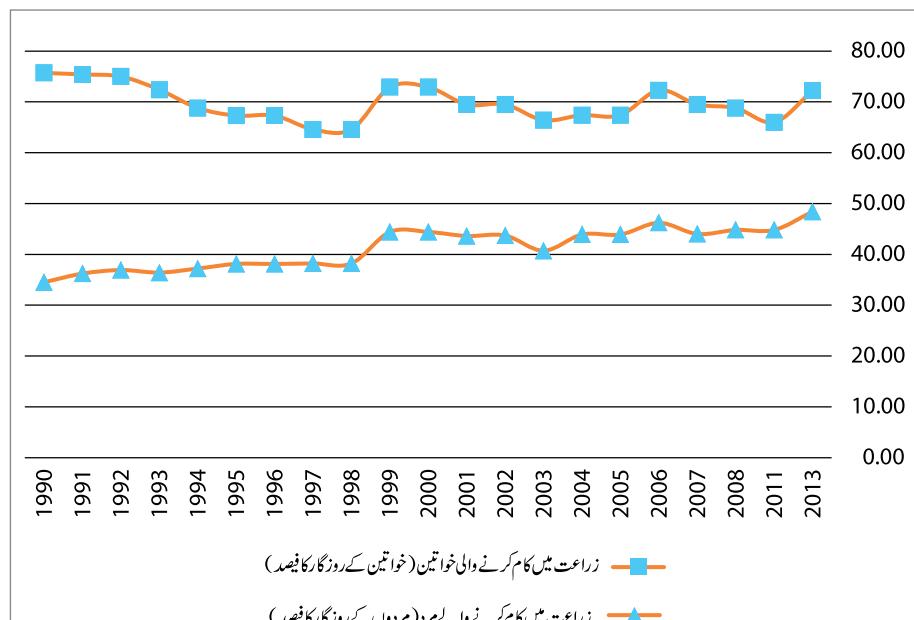
22

ذریعہ: آکشمی (جنون 2016)۔ Underpaid and undervalued: how inequality defines women's work in Asia

22

● پاکستان کے تمام سریانی پارٹیزرن کو خونخیتن کے کام کرنے کے حالات بہتر بنانے اور اجرت کے خواہ سے اضاف کے درمیان پائے جانے والے فرق کو کم کرنے کی خوبیت کا ساتھ دینا ہوگا اور اس بات کی تینی بنا ہوگا کہ غیر ملکی کوششوں میں حکومت کا ساتھ دینا ہوگا اور اس بات کی تینی بنا ہوگا کہ غیر ملکی کارکن بھی مراعات کے حقوق نہیں اور کم سے کم اجرت سے متعلق مردوجہ قوانین پر زراعت سیستم بھی شعبوں میں عملدرآمد کرایا جائے۔ حکومتوں اور کاروباری اداروں کو خونخیتن کے کام کے بارے میں مشتمل سماں اقید اور روپیں کو فروخت دینا چاہئے۔

● پاکستان کی حکومت اور دیگر کاروباری اداروں کو کم سے کم اجرت کو بہتر بنا کر اسے زندگی کی ضرورتیں پورا کرنے والی اجرت بنانے کی ایک حکمت عملی وضع کرنی چاہئے۔ پاکستان کے لئے "جزائیز و سُمُّ آف پرینفسنر" (ای ایس پی) کی حیثیت کی صورت میں ایک موقع پیپرا ہو گیا ہے کہ وہ حکمت کے معیارات اور کام کرنے کے حالات کو بہتر بنانے کا روابطی اداروں کو ایک نیا معاشر ماذل وضع کرنا ہو گا جو شخص حصہ داران کے مقاصد کو یہ پورا کرنا یا بلکہ مزدور اور بخشنید بخوبی معاشر دو دنوں کے لئے نہ سوچے۔



ذریعہ: برکی اے۔ آرٹیشن۔ کے میر (2015)۔
آکھمی کی تحقیقی رپورٹ، 2015ء۔ اسلام آباد،
Pakistan

72.6 فیضد کارکن غیر رسمی شعبے میں کام کرہے ہیں۔ اس سے یہ چیز جلتا ہے کہ غیر رسمی کارکنوں کی ایک بڑی تعداد کم اجتنست کے قومی و خالص کے علاوہ دیگر فلاجی قوانین کے دائرے سے بھی باہر ہے۔

لیسی اسفار شاہ

درج ذیل اقدامات پاکستان میں عدم مساوات کم کرنے میں مددوے سکتے ہیں:

- حکومت پاکستان صوبائی حکومتوں کی مشاورت سے زرعی اراضی کی مسحافتانہ نئیم نو کا ایک جامع مضمونہ تیار کرے اور دینی علاقوں میں بے زمین افراد کی رسائی بھر بنانے کے لئے زرعی اصلاحات کے مرید قوانین پر عملدرآمد کرائے جس میں خواتین پر خصوصی توجہ دی جائے۔ اسی طرح ریاستی اراضی ترقیاتی پروپرٹی پر بے زمین افراد بالخصوص خواتین میں تقسیم کی جائے۔ اس کا ساختہ ساتھ رسمی اور سماں

تک رسمی بہتر بنانے کی پالیسیاں بناتی جائیں۔ عدم مساوات کم کرنے اور زرعی آمدی بہتر بنانے کے لئے زرعی پیداوار کی ”بلیڈ ایلیٹ بینش“ پر بھی زور دیا جائے۔

♦ فاقی حکومت کے ساتھ سخت حکومی کھومنی تھی تین شوون یعنی تعلیم، بحث و بحث اور

سامانی تخطی پر سرکاری اخراجات میں اضافہ کریں۔ بجٹ قوم کی تخصیص میں اضافے کے ساتھ سادھوں اسکی کے عمدہ استعمال اور سماں خلافت کو تینی بنایا جائے۔ سینئری تعلیم، نیباری، حفاظن محنت اور سامانی تختیں سب کی رسمی سے غارت اور عدم صادرات کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے جس کے لئے ان شعبوں میں سرکاری سماں یا کاری بڑھانی چاہیے اور سماں کا استعمال بکتی سلاماً ہے۔

پاکستان کو ضروری خواہی خدمات میں سرمایہ کاری بڑھانے کے لئے اپنے ملک ریپونس کے استعمال میں اضافہ کرنا چاہوگا۔ تاہم ریپونس کا یہ استعمال بدقسم تر ہے جس سے فریب افراد پر اثرات کم سے کم رہیں۔ لیکن استعمال ختم کرنے والے بھی کوچک بھی بنا اور زیادہ دولت اور شعبوں مشمول رکیں۔ ایمیٹ کو بھی بھیک دیا جائے میں لانے کے علاوہ زرعی امنی پر لیکن وصولی بھی ضروری ہے۔ اس کے لئے موجودہ لیکن پالپیٹیوں میں پائی جانے والی خاکیوں کا انتظام کرنا چاہوگا اور ایڈمیرافروز اور کار پوری شوں کی لیکن چوری پر قاپوے کے لئے قوانین متعارف کرنا ہوں گے۔ تعمیر و طحن میں لیکنوں کے کردار خوبی آگاہی بہتر بنا اور بہتر خواہی خدمات کے ساتھ ان کے لئے زیادہ رہو بیوں خوش کرنا بھی از ضروری ہے۔

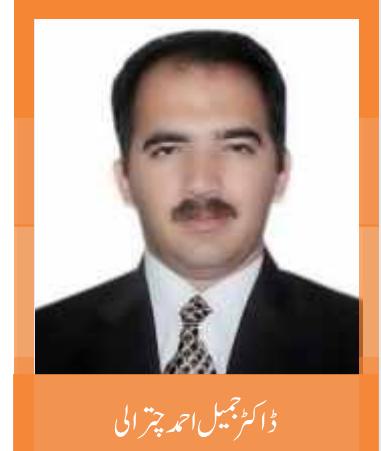
عدم مساوات کو اگے بڑھانے والا ایک اہم علمی روحانی تقویٰ آئندی میں اجروں کام
ہوتا ہوا حصہ ہے۔ مختصر سرایے کے مقابلے میں مسلسل اپنی جگہ کھو رہی ہے۔ رواں
سال کے اوائل میں آئندھی کی ایک تحقیق سے مانے آئیں کہ تقریباً سبھی امیر مالک
اور زیادہ ترقی پذیر ملکوں میں کارنوں کو جانے والا قویٰ آئندی کا حصہ کم ہو رہا
ہے۔

اگرچہ پاکستان کی قومی آمدی میں اجرتوں کے حصے کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں لیکن دو اہم اشارے یعنی غیر رسمی روزگار کے حصے کے علاوہ اصل اور کم سے کم اجرتوں کے درمیان فرق سے ہیں یہ تمدنی ضروریں جاتی ہیں کہ عدم مساوات کا مرکز حکومت اپنا کام کھڑا رہا۔

42.3 فیصد کی شرح سے زرعی شعبہ آج بھی افرادی قوت کے ایک بڑے حصے کو روزگار فراہم کرتا ہے۔ اس میں اجرتیں سب سے کم میں اور جرمی مشقت کی مثابیں بھی موجود ہیں۔ زرعی افرادی قوت میں خواتین اکثریت میں یونیکس 33.1 فیصد مردوں کے مقابلے میں 72.7 فیصد عورتوں پر مشتمل ہے۔ اس سے جزوی طور پر افرادی قوت میں عدم مساوات کے صفت پولوکی بھی وضاحت ہوتی ہے کیونکہ زیادہ تر خواتین کی معاوضے اگر زرعی شعبے میں ہی کام کریں۔

روزگار کی غیرہ رسمی میثیت پاکستان کے لئے سب سے بڑا ملٹی ہے کیونکہ غیرہ رسمی شعبے کے کارکوں کو پوری طرح قانونی میثیت نہیں ملتی اور وہ محروم راستا اور حقوق کے مستحق تھے ہیں۔ انفرادی قوت کے حالیہ سروے کے مطابق رسمی شعبے سے باہر

تعلیم، عدم مساوات اور تشدد



ڈاکٹر جیل احمد جترالی

ڈاکٹر جیل احمد جترالی
انسی نیت آف پیپلز آئین کا فلکٹ سندھ
یونیورسٹی آف پیپلز در

عدم مساوات اور تشدد

چیلنج یہ سمجھ لیا گیا کہ کوئی تعلیم امد کے قصور کو بہب نہ رہی ہے اور مغرب ہمیں تو میتھیں میں تلقی کر رہا ہے۔ لہذا ایک ایسا تعلیمی نظام ہونا چاہیے جو آنکھہ شلوں کو اسلامی تعلیمات کی رہنمائی میں ایک امداد کے صول پر جھاتے تاکہ یہ شہریوں کی پروش ہو سکے جو اسلامی نظریے کی زیادہ پر ایک ہوں اور رنگ، عقیدے، سماجی مرتبے یا صرف بینی سماجی نظام مراتب خاطر میں نہ لائیں۔ عدم مساوات کے یہ پہلو معاشرے میں تشدد کو فروغ دیتے ہیں۔ تعدد کی طرح کا اندماز لگانے کے لئے سب سے مسلمه احوالیتی پلازا اور غربیب کے فرق کی سطح ہے۔ معاشرے بنتے زیادہ غیر مساوی ہوں اتنے زیادہ پر تعدد ہوتے ہیں۔ عدم مساوات اور جرم کے درمیان تعلق بھی جرم سے متعلق سماجی نظریات کا موضوع رہا ہے۔ وسیع معنوں میں اس مثالہ کی تشریحات کے طور پر وضع کئے گئے ہیں کہ ایک حد تک موافقت کے ساتھ جو سو شل سائز میں غیر معمولی ہی بات ہے، زیریں طبقے کے لوگوں اور زیریں طبقے والے علاقوں میں رہنے والے لوگوں میں جرم کی باضابطہ رعن دیگر گروہوں کے مقابلے میں بلند ہوتی ہے⁴۔ جرم کے بارے میں ایک مایوس انسانی تصور "اسانی محرومی" (Relative Deprivation) کا نظریہ ہے جس کے مطابق عدم مساوات سماجی کشیدگی کو فرد دیتی ہے کیونکہ کم بالدار لوگ زیادہ بالدار لوگوں کے مقابلے میں خود کو محروم کہتے ہیں۔⁵ احسان حروفی و ناصافی کے ہاتھوں غربی لوگ ہر ممکن طریقے سے ازاں اور اطمینان حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس میں امہروں اور غربیوں دونوں کے خلاف جرم کا ارتکاب بھی شامل ہے۔ سماجی عدم مساوات پرمنی تصور اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ایک طرف لوگوں کے پاس پیسہ، طاقت اور عزت ہو اور دوسری طرف والوں کے پاس نہ ہو۔ سماجی عدم مساوات تصور کو بڑھاتی ہے۔

ہارون جمال کے مطابق "امدی اور اندازوں کی عدم مساوات جرائم، سماجی نہ چینی اور تشدد کے پیچھے کا فرمایک اہم عامل ہے۔ جکاؤ کا ہکا آمدی کی تقدیم نسلی، رائجی اور علاقائیت کی زیادی پر بڑے بڑے اختلافات کو جنم دیتی ہے۔ یہ پہلو سماجی استحکام کے لئے ہمہ نظرے کا کردار ادا کرتے ہیں۔ معاشرے اور جمیعت کے ڈھانچے میں پچی سی عدم مساوات کی بلندی، حصے پالیسی اور اقامت مریتی تقدیم دیتے ہیں، گلے ٹکوں اور ناصافی کے احسان میں اپنا کردار ادا کرتی ہے، غم و غصے کو فرقہ دیتی ہے اور سماجی کشیدگی و عدم استحکام پیدا کرتی ہے"⁶۔ سعدیہ لکھ کی مطالعی تحقیق کے مطابق جہاں آمدی کا فرق بہت زیادہ ہو وہاں تشدد اور دہشت گردی کی

سیاست کے قاضوں کے سامنے تھیارہاں رکھے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج تک ہم یہ طبقیں کر پائے کہ تعلیمی نظام کی تکمیل کی بات ہو تو کسی قوم کو سب سے پہلے کون سا کام کرنا چاہیے۔ پاکستان کے تعلیمی اشارے آج بھی افسوس ناک حد تک پست ہیں حالانکہ گزشتہ چند دہائیوں کے دوران ہمیں پیشرفت دیکھنے میں آئی ہے۔ فی الوقت پر اخیری سکول کی عمر کے قدر بایک تباہی پچے کوکول سے باہر ہیں، 42 فیصد آبادی (10 سال سے زائد عمر) ناخواندہ ہے۔ جو بیویں / عاقلوں، جغرافیائی مقامات (شہری، بمقابلہ دیکھی) اور صرف کے اعتبار سے تعلیمی اشارے یوں میں شدید فرق آج بھی اپنی جگہ موجود ہے۔ توی سطح پر تقریباً 15 سال سے زائد عمر کی تقریباً دو تباہی خواتین پڑا جہاڑ کھینچتیں جبکہ 35 فیصد لاکیاں سکول سے باہر ہیں۔ پر اخیری تعیین میں شمولیت کے حوالے سے صفائی برداری کا اندرکس 0.82 ہے۔ ایک اندازے کے مطابق 6.7 ملین سے زائد پچے سکول سے باہر ہیں اور ان کی اکثریت (62 فیصد) لاکیوں پر مشتمل ہے۔² تعلیم میں اس عدم مساوات کو کوئی وجہات سے منسوب کیا جاسکتا ہے جن میں بجٹ کی غیر مساوی تخصیص، تعلیمی نظام کی اقسام یعنی سرکاری یا خصی یا مدرسے کے درمیان تفاوت، اضافی کے درمیان فرق اور استطاعت کی عدم مساوات شامل ہیں۔

سماجی دباؤ کے اور مختلف فورمز سے اپنے اداروں کے ذریعہ افراد کو مختلف حالات کے مطابق پانیارڈ مغل نہ کرنے پر مائل کرتے ہیں۔ جغرافیہ (دیکھی)، صرف (مردا، عورت / مختلط) اور عمر پر مبنی گروہوں کے ساتھ جزئی، ذات، فرقہ، نسلی وابستگی اور تعلیم کی سطح و مختلف اشارے یہ کاردار ہیں جو ہمارے تعلیمی نظام کی ناکامیوں کو مسائل وہ اہم قابل غور موضوعاتی شعبے ہیں جو ہمارے تعلیمی نظام کی ناکامیوں کو ہمارے معاشرے میں ریٹیکلائزیشن کے پھیلائے کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ کئی دہائیوں سے جاماں ملک جنگوں میں مصروف ہے اور ان طریقہ کو نظر انداز کرتا جاتا ہے اور اس میں برداشت اور تشدد و دہنوں شامل ہوتے ہیں۔

تعلیم وہ نیادی ادارہ ہے جو شہریت کے ادارا کے علاوہ خاندان سے ریاست تک سب کے ساتھ فروکی وابستگی (عدم وابستگی) اور مختلف مرامل پر مبنی سے آخر ج کے علاوہ اس میں دوبارہ داشتکاری رہیں سیدا کرتا ہے۔ اخلاقیات اور سماجی تربیت کا سوال جسے مساجد اور مدارس پر چھوڑ دیا جاتا ہے¹، تعلیمی نظام کی اور جگہ سکول تعلیم کے اندر ایک جامع پہنچ کی شکل میں اس کا ازالہ بھی کر دیتا ہے تاکہ اسے رحمانیت کے تصویر کے ساتھ ساتھ کر شلاذیش اور انفرادی سوق کا احسان بھی مل جائے۔ پاکستان شروع دن سے سکونٹی کے معاملے میں ایک احسان ریاست رہا ہے جسے دخلی اور خارجی دہنوں طرح کے خطرات دریش رہے ہیں۔ کئی دہائیوں سے پاکستان غیر یاریاتی عنصر کا پیٹ پال رہا ہے اور اس نے طاقت کی بین الاقوامی

1. سکول یا کالج کی طرز کا ادارہ جو خاص طور پر مسجد کے ساتھ ہوتا ہے جہاں مذہبی تعلیم دی جاتی ہے۔

2. یونیسکو پورٹ، Education for All 2015 National Review Report: Pakistan، جو اس پر دستیاب ہے: <http://unesdoc.unesco.org/images/0022/002297/229718E.pdf>

3. "امہ" کا تصور ہے "مہب کی نیاد پر اتحاد جو کسی نسلی، جغرافیائی، قومی شاختہ سے بالاتر ہو۔"

4. پبلیکسیٹری، پبلیکلیبری، ناریمین، ناریمن لاوزا (2002)، Inequality and Violent Crime، جملہ XLV، یونیورسٹی آف ٹکا گو۔

5. دیکھیں سیوں سیکی کی تصنیف، Income Inequality and Property Crime: A Cross-National Analysis of Relative Deprivation Theory، 22 Criminology 229، ہارون جمال (2009)، Income Inequality in Pakistan: Trends, Determinants and Impact

6. <http://www.undp.org/content/dam/pakistan/docs/Poverty%20Reduction%20in%20Pakistan.pdf>

ان اصلاحات میں تعلیمی انتظامی، امتحانات اور پاکستان کے اپنے اور مقامی نسب ایک طرف کی تحلیل کو پوشش نظر رکھا جائے۔ ہمارا رسمی تعلیمی اور مدارس کا نظام ایک طرف ”یکساں شہریت“ تیار کرنے اور دوسری جانب ”شویٹ پری شہری“ فراہم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اسی طرح ویشنل منزدگی ایسے چوت آئیز بھرمنڈ انسانی وسائل فراہم کرنے میں ناکام رہے ہیں جو ملازمتوں کی میں الاؤ اونی منڈی کے تقاضوں پر پورا اتر لکھیں۔ ہمارے مدارس کے طلباء کے دھمکی مراجع اور تابع فرمائی والے طریق میں کوئی وجہ سے معاشرے میں ان کی کویت بھرتے ہیں۔ سکولوں کے پچھے دنیا کی چوت آئندہ طریق پر کوئی کرنے پر تیار رہتے ہیں اس نے لئے وہ چیزوں کو ان کی موجودہ حالت میں چھٹ کر رہتے ہیں۔ وہ کشاپوں اور پیشہ و نامہ تربیت کے اداروں کے پچھے اپنے اسٹاڈ کے ہر کسی کل کرتے ہیں اس کے اندر چوت آئیز تقیدی سوچ کی کوئی وجہ نہ ہے۔ لہذا نظام بدات خود ایسے لوگ تیار کر رہا ہے جو بھے ہوئے، ریٹیلک اور اینٹاپسند ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اپنے شے میں قبیلت کا شکار بھی ہیں۔

مارچ اور اپریل 2015 میں نیبریستون خواہ کی سرکاری شبکے کی سات یونیورسٹیوں میں محدود وسائل کے ساتھ تبدیل مم¹² کی ایک تجویز سامنے لائی گئی۔ اس مم کا عنوان تھا:

Engaging Youth in De-radicalization of Khyber Pakhtunkhwa through EducationReforms

اس میں ایک کیسان ماؤل پر انحری ایکجو کشم سشم، تجویز کیا گیا جس کے تحت تمام نیادی مذہبی اور قومی نصاب کی تحلیل ہوتا تھی اور یکنہری تعلیم (چھٹی سے بارہ ہیں تک) کے لئے، ماسوئے کالج سطح کے (13 سے 16 سال)، صفائی کا ناظر سے الگ الگ تعلیم تجویز کی گئی۔ علاوه ازیں چار سالہ بی ایس تھیمی پروگرام کا ایک نیا نظام بھی تجویز کیا گیا جو بھی اے بی ایس کے سالانہ مرکزی امتحانات پر میں موجودہ نظام کی جگہ لے گا۔ بیاناتم بالغ فراد میں صفائی کا ناظر سے الگ الگ تعلیم کی جگہ ماحوظ ریکیم کو کوالتے ہوئے صفائی شور اور برداشت بھرتے ہوئے کے لئے وضع کیا گیا۔ جہاں تک یونیورسٹیوں کا علق تھا تو اس ماذل میں پہنچی تجویز کیا گیا کہ ایس اسی ایس اور اپنی ایچ ڈی پروگراموں کو بہتر بنایا جائے گا اور انہیں جدید ترین تحقیقی طریقوں سے لیس کیا جائے گا۔

اصلاحاتی ماؤل کے تحت طلبے کے تجزیے یا امتحانی نظام کے طرور تجویز کیا گیا کہ ہر سال کے متعدد مختارات کرائے جائیں گے جن میں طلباء کو نہیں بلکہ اسائز کے اپدافتہ ہوں گے۔ اپدافتہ مخفی پڑھنے اور لکھنے کی مہارتوں تک ہی محدود نہیں بلکہ برداشت، ہم آئنچی اور ثائقی تنویر پر مبنی پاکستان کی تیاری کے لئے شویٹ کے حامل شہری کے طرز زندگی اور نیادی کا ناظر سے اس کی خصیت میں بھری کوئی اس میں شامل کیا گیا۔

سینکڑی سکولوں کے لئے ایک ایک طریق سے سب کے لئے ایک مرکزی امتحانات کے ذریعے دو سطح پر جانچ پر کھی تجویز ہیں کی گی۔ پہلا، ان کی داشتی ط

مدارس مدارس میں ریاست کی زیر سرپرستی مدارس خوب پھیلے چھوڑے لیکن اس کا نتیجہ یہ رہا کہ پاکستانی شہری فرقوں اور ذیلی فرقوں کی بیان پر مزید بیکار بندی اور علیحدگی کا فکار ہو گئے جبکہ تیز پر تیز پہلے سے موجود کوئی جگہ برقرار رہیں۔ لہذا اخداد بیدار کرنے کے بجائے اس نے پاکستانی معاشرے کو مردی تعلیم کا شکار بنا دیا۔ پاکستان کا موجودہ تعلیمی نظام، جس میں سکول اور مدارس دوں شاہل ہیں، نصف آپس میں بلکہ اندر مدنظر طریق پر بھی ہماہوئے۔ جدول 2 میں ریجن کے اقبال سے ریگ سکولوں اور مدارس میں داخلے کی موجودات دکھائی گئی ہے۔ پاکستانی سکولوں میں کل داخلے 17.6 ملین رہے جن میں 9.8 ملین (56 فیصد) لڑکے اور 7.7 ملین (44 فیصد) لاڑکیں شاہل ہیں۔ مملک سکولوں میں داخلے صرف پچھٹمن رہے جن میں 57 فیصد لڑکے اور 43 فیصد لاڑکیاں شاہل ہیں جبکہ سینکڑی سکولوں میں داخلے 2.8 ملین رہے جن میں سے 58 فیصد لڑکے اور 42 فیصد لاڑکیاں ہیں۔ جیسے ہے تعلیم کی سطح پر تیزی کا ناتھ تھوڑا اونکا ہوتا جاتا ہے تو تعلیم میں بھی اضافہ کے درمیان فرق ظاہر کرتا ہے¹⁰

سرگرمیوں میں ایک اہمی امنڈاشناف ہوتا ہے⁷ جدول 1 پنجاب کے جنوبی اور شمالی اضلاع میں غربت کی شرح کے درمیان جیز ان کن فرق کو ظاہر کرتا ہے جو مخفی سوئے اتفاق ہیں کہ ریڈی بلکا نریشن اور عسکریت پسندی کو پنجاب کے جنوب میں تیزی سے حمایت میں رہی ہے جیسا غربت بہت زیادہ ہے اور ناخاندگی اور غربت بلند ہے جس کی وجہ سے عسکریت پسندی اور سرگرمیوں کو بے روکار اور مایوسی کے مارے نوجوانوں کی حمایت میں کامکان نسبتاً زیادہ ہے⁸ احمد کی ایک مطالعی تحقیق (2008) کے مطابق جوںی اضلاع ان کو ہموں میں بھری کے لئے بھی ”زرخی“ ثابت ہو رہے ہیں جو پاکستان میں خودش حملوں میں ملوث ہیں⁹ اسی مطالعی تحقیق میں یا انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ افغانستان میں ریاست کی زیر سرپرستی جہاد کے دونوں میں قائم کئے گئے کئی مدرسے جنوبی پنجاب میں ہی بنائے گئے صرف ضلع بہاول پور میں رجڑڑ مدارس کی تعداد 638 کے لگ بھگ ہے جبکہ پیغمبر نور غربڑ مدارس ان کے علاوہ ہیں۔ عسکریت پسند گروہ جیش محمد بہاول پور، بہاول نگر، لی، بھکر اور حجم یارخان کے اضلاع میں سب سے زیادہ مضبوط ہے۔ اس مطالعی تحقیق کے مطابق سپاہ صحابہ پاکستان مظفرگڑھ اور ملتان میں غالب ہے اور یہ بھی جنوبی پنجاب کے غربی ترین اضلاع میں شاہراہوتے ہیں۔

جدول 1: خط غربت سے نیچا بادی کا فیصد تراہ

جنوبی اضلاع	خط غربت سے نیچا بادی کا فیصد تراہ
رجیم یارخان	45.87
بہاول پور	39.46
راہمن پور	54.16
ڈی ہڈ نازی خان	51.01
مظفرگڑھ	56.29
ملتان	38.40
لوہران	48.37
بہاول نگر	32.45
ہاڑی	30.03
خانیوال	38.84
لیہ	40.81
شمالی اضلاع	خط غربت سے نیچا بادی کا فیصد تراہ
راولپنڈی	11.32
اکل	14.11
چکوال	18.09
سیالکوٹ	13.96
چہلم	12.32
گجرات	12.72
گو	25.66
سر دھا	10.30
نارووال	19.04
گوجرانوالہ	11.60
لاہور	26.20
شیخوپورہ	

ذریعہ: سعدیہ ملک (2009)

Horizontal Inequalities and Violent Conflict, in Pakistan: Is There a Link?

جدول 2: داخلے کی شرح

تم	بولچتن	فانا	گلگت بلتستان	اسلام آباد	نجیر پستونخواہ	سنده	آزاد جموں و کشمیر
پاکستانی سکول	670,143	374,994	107,990	119,168	2,980,910	9,123,952	3,821,191
مملک سکول	163,491	75,713	45,662	64,615	1,050,771	3,474,610	1,081,979
ہائی سکول	71,790	29,295	20,970	37,614	424,661	1,599,465	581,326
مدارس	76,846	52,521	15,522	12,308	397,847	783,149	354,774

ذریعہ: یونیسکو رپورٹ، Education for All 2015 National Review Report: Pakistan

http://unesdoc.unesco.org/images/0022/002297/229718E.pdf

سعدیہ ملک (2009)، Horizontal Inequalities and Violent Conflict in Pakistan: Is There a Link? 7

ایضاً 8

احمد، تقبیل (2008)، Route to Roots، دی ہیل الہ، سالان ایڈیشن، پاکستان۔ 9

یونیسکو رپورٹ، Education for All 2015 National Review Report: Pakistan، جو اپنے پرستیاب ہے: 10

ایضاً 11

مصطفیٰ کی طرف سے تجویز کئے گئے ماؤل کا حوالہ دیا گیا ہے۔ 12

جانچھے کے لئے (فناہ کی صورت میں) اور دوسرا ان کے رجحان کی جانچ پر کھ کے لئے (یہ طے کرنے کے لئے کہ ان ظلپ کو کس نوعیت کی تعلیم جاری رکھی جائے ہے) وہ کشش اور پروفیشنل شعبوں کی طرف چل جانا چاہئے۔

انڈرگرینجویٹس کے لئے سالانہ امتحانات کی جگہ سمسٹریالم سٹم تجویز کئے گئے۔ ایم ایس اور پی ایچ ڈی کی سٹم پر تجویز کیا گیا کہ کوئی کام کا جائزہ روانی طریقوں کے مبنای مقامی جرائد میں شائع ہونے والے مواد، اخبارات کے آرکیفر اور تحقیقی مقالہ جات کی اشاعت کی بنیاد پر لیا جائے گا۔ اس سے علوم پر ملکی ذیمتیں میں بہتری آئے گی اور اسے وسعت ملے گی۔

تعلیمی نظام سے اخراج کا راستہ اور دوبارہ داخلے کا طریقہ بھی ضروری تصور کیا گیا تاکہ تربیت کے تبادل طریقے فراہم کئے جائیں۔ ان اصلاحات پر عملدرآمد کے لئے فوری بنیاد پر چلہ فراہم کرنے کے لئے ایسے مقامات جو زیادہ استعمال نہیں ہوتے، مثلاً مساجد کو استعمال کرنے کی تجویز دی کیونکہ بالعموم یہ تمام علاقوں میں اہم مقامات پر موجود ہیں اور دن میں 18 گھنٹے سے زیاد خالی رہ جاتی ہیں۔ یہاں مزید گنجائش پیدا ہو جانے سے معاشرے میں اکثر ایک طرف رہ جانے والی صفت کے افراد مثلاً منہش بھی کسی طرح کی تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ کتب سکول پر اچیک ۱۳ اس سلسلے میں رہنمائی کے لئے ایک اچھی مثال کا کام دے سکتا ہے۔

اصلاحاتی ماذل میں یہ بھی تجویز کیا گیا کہ اخبارہ سال سے زائد عمر کے قائم شہریوں کو تعلیم فراہم کی جائے، ایک قانون منظور کیا جائے جو ملک، میں الاقوامی اور ملکی پیشکش کمپنیوں پر لازم قرار دے کہ وہ تمام پی ایچ ڈی ڈگری ہولڈرز کو ملازمتیں اور انسان شپ فراہم کریں، خصوصی مشیر کی حیثیت دیں تاکہ وہ اپنی ڈگری کے باصف بلدیاتی اداروں کی کوششوں میں حصہ لے سکیں۔ اس اقدام کی بدلت چکی سٹم پر فیصلہ سازی کو معیاری بنانے میں مدد ملے گی۔